قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اے محمد تم کہہ دو میری نماز میری قربانی میرا جینا میرا مرنا محض اللہ کے لئے ہے

مولانا محمد الیاس صاحب رح کی تبلیغی تحریک پر دوسرا نمبر

میری نماز

جس میں نماز کی فضیلتیں، ترکِ نماز کی وعیدیں، ارکان نماز کا فلسفہ، بامحاورہ سلیس اردو میں لکھا گیا ہے

از

مولانا محمد ادریس انصاری

ناشر:- ادارہ آفتاب رسالت بلی ماران گلی گنج دہلی

عرض حال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص انسانوں کا شکر گذار نہیں وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں۔ احقر نے چند ماہ پہلے مسلمان بیوی مسلمان خاوند دو رسالے لکھے تھے جو شائع ہو چکے۔ خدا جانے وہ کیوں مقبول ہوئے، بظاہر اسمیں مقبولیت کی کوئی چیز نظر نہیں آتی بس اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اسکی زبان میں فارسی اور عربی کے دقیق الفاظ نہیں اور اسکی زبان اتنی سادہ ہے کہ عورتیں اور دیہات کے جاہل بھی اس کے ایک ایک لفظ کو سنکر یا پڑھکر بے تکلف سمجھ جاتے ہیں بلکہ بعض حضرات نے تو انکو اتنا پسند فرمایا کہ اپنی بچیوں کو سبقاً سبقاً پڑھانے لگے تاکہ لڑکیوں کے ذہن میں پہلے سے بیٹھ جائے اور وہ آیندہ زن و شوہر کی زندگی کا اصلی لطف اٹھا سکیں اس مقبولیت عامہ کو دیکھکر حضرت مولانا حافظ مقبول حسن صاحب گنگوہی (جو میرے استاد اور میرے حضرت کے خلیفہ اول ہیں) نے فرمایا کہ اسی طرح سادی زبان میں نماز کے متعلق ایسی کتاب لکھو جو نماز پڑھنے والوں اور بے نمازیوں کو یکساں مفید ہو چنانچہ میں نے انکی تعمیل ارشاد میں یہ رسالہ لکھا۔ سب سے زیادہ تو حافظ صاحب مستحق شکریہ ہیں جو اس رسالہ کے وجود کے سبب اول ہیں۔ پھر وہ حضرات ہیں جنکی تالیفات اور مضامین سے میں نے فائدہ اٹھایا۔ انمیں سب سے زیادہ مستحق شکریہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دہلوی ہیں کہ زیادہ تر آپ ہی کی علمی تحقیقات کا یہ رسالہ رہین منت ہے، پھر حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی اور پھر حجۃ الاسلام امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انکی قبروں کو نور سے بھر دے اور ان پاک اور بابرکت ہستیوں کے طفیل اس رسالہ کو مقبول فرمائیں۔ آمین۔

بندہ محمد ادریس انصاری
یکم رجب ۱۳۶۲ھ

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

نماز کے معنی

نماز کو عربی میں صلوٰۃ کہتے ہیں (۱) صلوٰۃ یا تو صلی سے بنایا گیا اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹیڑھی لکڑی کو آگ کی گرمی اور سینک پہنچا کر سیدھا کیا جائے اور نماز کو صلوٰۃ اس مناسبت سے کہتے ہیں کہ انسان میں نفس امارہ کے باعث کجی اور ٹیڑھا پن موجود ہے اسلئے اسکو حکم دیا گیا کہ وہ نماز پڑھے تاکہ اسکو عظمت و ہیبت خداوندی کی حرارت و گرمی پہنچکر اس کا ٹیڑھا پن و کجی دور ہو جائے اور وہ آگ سے سیدھے کئے ہوئے بانس کی طرح سیدھا بن جائے ۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط — نماز تمام برائیوں سے روک کر انسان کو آدمیت کی حدود میں داخل کر دیتی ہے ۔

اور اس کو سیدھے بانس کی طرح کر دیتی ہے ۔ (۲) صلوٰۃ کو صلۃ سے بنائی گئی اور صلۃ عربی میں تعلق کو کہتے ہیں پس اس صورت میں نماز کو صلوٰۃ اس بنا پر کہتے ہیں کہ یہ عبادت مولیٰ اور اسکے بندہ کے درمیان خاص تعلق پیدا کرنیوالی ہے جو اور کسی عبادت سے حاصل نہیں ہوتا ۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ (حدیث شریف) — نماز مومنین کی معراج ہے ۔

اور جو شخص مولیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ اختیار نہ کرے وہ مسلمان کیسے ہو سکتا ہے۔

اَلْفَرْقُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَالْکُفْرِ تَرْکُ الصَّلٰوۃِ (حدیث شریف)
مسلمان اور کافر کے درمیان فرق اور سرحد نماز ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

لِکُلِّ شَیْءٍ عَلَمٌ وَعَلَمُ الْاِیْمَانِ الصَّلٰوۃُ
ہر چیز کی کوئی نہ کوئی علامت ہوتی ہے اور ایمان کی خاص علامت یعنی پہچان نماز ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ گھر میں تشریف لاتے اور گھر والوں سے بے تکلفی کی باتیں فرماتے رہتے لیکن جب اذان کی آواز آتی اور نماز کا وقت قریب ہوتا تو ہمہ تن نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہم سے ایسے بے تعلق ہو جاتے جیسے کہ پہلے سے ہماری اور آپؐ کی کوئی شناسائی ہی نہیں۔ گویا کہ ہم اور آپؐ بالکل ہی اجنبی ہیں اور آپؐ اور ہم میں کوئی جان پہچان ہی نہیں کیونکہ نماز اللہ اور اس کے بندہ کے درمیان تعلق کا ذریعہ ہے اور مولیٰ کے تعلق کے حصول میں اگر دنیا و ما فیہا بھی فوت ہو جائیں تو کوئی بڑی بات نہیں پھر بیوی اور بچے تو کس شمار میں ہیں۔ ؎

قیمت خود ہر دو عالم گفتۂ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

دونوں جہان تو نے اپنی قیمت بتائی لیکن میں تو کہتا ہوں کہ قیمت بڑھائیے کیونکہ اگر دونوں جہان دے کر بھی آپ مل جائیں تو بھی سودا بہت سستا ہے۔

حضرت حسنؓ سے کسی نے کہا تہجد پڑھنے والوں کے چہرے کس قدر نورانی ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تعجب کی بات ہے جب اللہ تعالیٰ کی خلوت خاص حاصل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے نور میں سے کچھ حصہ ان لوگوں کو عنایت فرما دیتے ہیں۔

پہلے زمانہ کے چند نمازی

(۱) رابعہ عدویہؒ (چوبیس گھنٹہ) دن رات میں ایک ہزار رکعتیں پڑھا کرتی تھیں اور یہ فرمایا کرتی تھیں کہ بخدا اتنی نماز پڑھنے سے میری غرض ثواب حاصل کرنا نہیں بلکہ یہ چند رکعتیں اس لئے پڑھ لیتی ہوں تاکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے انبیاء علیہم السلام کے سامنے قیامت کے روز یہ فرما کر سرخرو ہوں کہ دیکھو میری امت کی ایک ادنیٰ سی عورت کی یہ عبادت تھی۔

(۲) ایک شخص کہتے ہیں کہ رمضان المبارک کے مہینے میں ہم کو ایک روٹی پکانے والی کی ضرورت ہوئی۔ میں اس خیال سے بازار گیا کہ کوئی باندی خرید کر لاؤں تاکہ میری ضرورت پوری ہو۔ اتفاق سے ایک باندی خرید کر لی جو بہت ہی ارزاں اور کم قیمت تھی لیکن اس کی صورت پر وحشی پن برستا تھا اور معلوم ہوتا تھا کسی معشوق کے فراق میں مبتلا ہے۔ دن تو گذر گیا جب رات آئی تو عشاء کے بعد اس نے نماز شروع کر دی اور پہلی رکعت میں تمام سورۂ بقر (ڈھائی پارہ) ختم کئے اور قرآن شریف ایسا ذوق وشوق سے پڑھتی تھی کہ ایسی قرأت میں نے اپنی عمر میں بہت کم سنی ہوگی۔ دوسری رکعت شروع کی اور اس میں تمام سورۂ آل عمران (سوا پارہ)

ختم کیا تیسری رکعت شروع کی اور اس میں پوری سورۂ نساء ختم کی یعنی
ڈیڑھ پارہ ختم کیا۔ میں حیران ہو کر اس کی کیفیت کو دیکھ رہا تھا خیال
تھا کہ شاید سوا پانچ پارہ ختم کر کے سانس لے گی لیکن اس اللہ کی بندی
اب دوبارہ نیت باندھی اور جب پڑھتے پڑھتے سورۂ ابراہیم کے تیرھویں
پارہ کی اس آیت پر آئی

وَيُسْقٰى مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۙ	(دوزخیوں کو پیپ اور کچ لہو گھونٹ گھونٹ کر
يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ	پلایا جائیگا لیکن وہ آسانی سے اسکو نہ نگل سکیگا
وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ	اور ہر طرف سے موت کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہونگی
وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۭ وَمِنْ	لیکن اس کمبخت پر باوجود اسقدر مصیبتوں کے
وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝	موت بھی نہ آئیگی اور اسی طرح سخت ترین عذاب
	میں گھرا ہوا رہے گا)

اسکے پڑھتے ہی فوراً بے ہوش ہو کر زمین پر دھم سے گر پڑی۔ میرے گھر والے گھبرا کر
اس کو اٹھانے کے لئے دوڑے نزدیک پہنچکر دیکھا کہ جان بحق ہو چکی تھی
اور جسم بے جان پڑا ہوا تھا۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ (روض الریاحین)

(۳) ایک شخص کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ذوالنون مصری رح کے
پیچھے ایک روز نماز پڑھی۔ آپ نے تکبیر کے لئے ہاتھ اٹھائے تو صرف اللہ
کہہ کر چپ چاپ حیران اور متحیر سکتہ کے عالم میں کھڑے کے کھڑے رہ
گئے اور دیکھنے والے کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کا جسم تو موجود ہے
لیکن روح پرواز کر گئی پھر کچھ دیر کے بعد دوبارہ اللہ اکبر کہا اور ایسا

دفعہ کچھ اس سوز کے ساتھ اللہ اکبر کہا کہ ہیبت کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرا کلیجہ نکلا جا رہا ہے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جب بیت اللہ میں نماز پڑھا کرتے تھے تو حرم شریف کے کبوتر یہ خیال کر کے کہ یہ سوکھا ہوا درخت کھڑا ہے آپ کے اوپر بیٹھ جاتے کیونکہ ہیبت و عظمت خداوندی کے باعث سوکھے درخت کی طرح آپ بالکل بے حس و حرکت کھڑے رہتے تھے۔

(۵) حضرت ابراہیم بن شریک کے سجدہ کی کیفیت یہ تھی کہ جب آپ سجدہ کرتے تھے تو چڑیاں آپ کو مٹی کا ٹیلہ خیال کر کے آپ کی پشت پر بیٹھ جاتے تھے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز میں اس قدر کھڑے ہوتے تھے کہ آپ کے قدم مبارک زیادہ دیر تک کھڑے رہنے کی وجہ سے سوج جاتے تھے حالانکہ آپؐ معصوم اور بالکل بے گناہ تھے اور رونے کی وجہ سے آپؐ کے مصلے پر آنکھوں سے اس طرح آنسو ٹپکتے تھے جیسے کہ ہلکی ہلکی بارش میں بوندیں پڑا کرتی ہیں۔

(۷) حضرت صفوانؒ نے ۴۰ سال اپنی کمر زمین سے نہیں لگائی (بالکل نہیں لیٹے) اور سجدے کرتے کرتے آپ کی پیشانی کا گوشت اڑ گیا تھا اور سجدہ کی جگہ پیشانی کی ہڈی ہی نظر آتی تھی۔

(۸) حضرت اویس قرنی گنہگاری رات نہیں سوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تعجب ہے کہ فرشتے تو عبادت کرتے کرتے تھکتے نہیں اور ہم

اشرف المخلوقات ہو کر تھک جائیں اور آرام کی نیند سو جائیں۔

(۹) حضرت محمد ابن المنکدرؒ نے اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا ایک حصہ ماں کی خدمت کے لئے دوسرا حصہ بہن کی خدمت کے لئے تیسرا حصہ عبادت کے لئے جب انکی بہن کا انتقال ہو گیا اب رات کے دو حصے کر دئے ایک والدہ کی خدمت کے لئے اور دوسرا عبادت کے لئے۔ جب والدہ کا انتقال ہو گیا تو ساری رات اللہ کی عبادت (نماز) میں گذارتے تھے۔

(۱۰) حضرت داؤد علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اے داؤد جھوٹا ہے وہ شخص جو میری محبت کا دعویٰ کرے اور جب رات آجائے تو سو جائے کیا ہر عاشق اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی نہیں چاہتا؟

(۱۱) حضرت مسلمؒ بن یسار جب گھر میں نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے تو بال بچوں سے فرما دیتے کہ تم اپنی باتیں جس طرح چاہو کرو۔ کیونکہ مجھ کو نماز میں تمہاری بات چیت بالکل سنائی نہیں دیتی۔ چنانچہ جب آپ نماز کی نیت باندھتے تو بال بچے خوب بات چیت کرتے اور شور مچاتے۔ حالانکہ آپ کے رعب کا یہ عالم تھا کہ جب باہر سے گھر میں تشریف لاتے تو گھر والے آپ کے رعب کی وجہ سے بالکل خاموش ہو جاتے تھے لیکن نماز میں کچھ اس طرح مولیٰ کے خیال میں محو اور مستغرق ہونے کہ بال بچوں کے شور کا آپکو قطعی علم نہ ہوتا تھا۔ اسی کیفیت کو عارف رومیؒ فرماتے ہیں ؎

او چو با تکبیر ہا مقرون شدند ہمچو بسمل از جہاں بیروں شدند

یعنی پکے نمازی جب اللہ اکبر کہتے ہیں تو محویت کے عالم میں اس جہان سے ایسے بے تعلق ہوتے ہیں جیسے کہ مردہ اس جہان سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔

ایک دفعہ یہی حضرت اپنے مکان کے کمرہ میں نماز پڑھ رہے تھے اتفاق سے اس کمرہ کے کسی کونے میں آگ لگ گئی۔ آپ برابر نماز میں مشغول رہے۔ سلام پھیرنے کے بعد گھر والوں نے عرض کیا حضرت تمام محلہ والے آگ بجھانے کے لیے جمع ہو گئے لیکن آپ نے نماز نہ چھوڑی حالانکہ ایسے وقت تو فرض نماز کی نیت توڑنا بھی جائز ہے۔ آپ نے فرمایا اگر مجھے معلوم ہوتا تو ضرور نیت توڑ دیتا۔ واللہ مجھے تو آگ لگنے کا قطعاً علم ہی نہیں ہوا۔

(۱۲) چار بزرگوں نے ایک رکعت نماز میں تمام قرآن شریف ختم کیا۔ حضرت عثمانؓ حضرت تمیمؓ داری حضرت سعیدؓ بن جبیر حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ۔

(۱۳) حضرت بایزید بسطامیؒ نے ایک رات نماز پڑھی صبح کو دیکھا گیا کہ آپ کی نماز کی جگہ ایسا تازہ تازہ خون پڑا ہوا تھا جیسے کہ بکرا ابھی ذبح کیا ہو۔ آپ کے مریدوں نے عرض کیا کہ حضرت رات کی کچھ کیفیت ہم کو بھی بتلائیے۔ شاید ہم کو بھی اس سے کچھ فائدہ پہنچے۔ آپ نے فرمایا کہ رات کو نماز کی نیت باندھی تھی عرش الٰہی کے سامنے پہنچا دیکھا کہ عرش الٰہی ہانپ رہا ہے جیسے کہ جانور تھک کر ہانپنے لگتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ میرے محبوب یا

یعنی رب العلمین کا پتہ بتایا کیونکہ ہم کو بتلایا گیا۔
اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی — اللہ عرش کے پاس ہے۔
اب تو بتا کہ میرا محبوب کہاں ہے۔ عرش نے کہا اے بایزید تم کو یہ بتا یا گیا کہ اللہ عرش کے پاس ہے اور عرش سے یہ کہا گیا کہ رب العلمین مومنین کے دل کے پاس ہے۔ عرش کی یہ بات سُن کر مجھ پر وجد اور بیخودی طاری ہو گئی۔

(۱۴) حضرت ابن عباسؓ کی جب آنکھیں جاتی رہیں اور آپ نابینا ہو گئے تو لوگوں نے عرض کیا حضور اپنی آنکھیں بنوا لیجئے لیکن آپ کو کچھ روز نماز چھوڑنی پڑے گی کیونکہ ان ایام میں حرکت مضر پڑے گی۔ چند روز تک چت لیٹنا پڑے گا۔ آپ نے یہ بات سُن کر فرمایا یہ کام مجھ سے کبھی نہ ہو گا۔ کیونکہ میرے آقا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نماز جان کر چھوڑی اس سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہایت غصہ و غضب کے ساتھ ملاقات کرے گا۔ لوگو! مجھے اندھا رہنا منظور ہے لیکن خدا کے غضب اور غصہ کو میں کیسے برداشت کروں گا۔ (ترغیب)

(۱۵) حضرت ابن عباسؓ بحالت نابینا اپنے ساتھ ایک لڑکا رکھتے تھے۔ جب نماز کا وقت آجاتا تو اس کو ساتھ لے کر مسجد میں تشریف لایا کرتے تھے۔ ایک دن یہ لڑکا اتفاق سے نہیں آیا اور نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے اس کو آواز بھی دی لیکن وہ ہوتا تو جواب دیتا۔ آپ نے نماز کے شوق میں بے چین ہو کر جناب الٰہی میں دعا کی اے اللہ میں نابینا ہوں تا کہ مجھے قیامت کی میں رسوا اور شرمسار نہ کرے۔ اے اللہ مجھے قیامت کی رسوائی اور

شرمساری سے بچالے۔ اس دعا کی برکت سے اسی وقت آپ کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ آپ خدا کا شکر کرتے ہوئے خود مسجد میں چلے گئے اور جب نماز پڑھ کر گھر تشریف لائے تو پھر نابینا ہو گئے۔ پھر تو روز ایسا ہی ہوتا جب نماز کا وقت آتا آپ کی آنکھیں روشن ہو جاتیں اور جب نماز سے فارغ ہو کر اپنے درِ دولت پر تشریف لاتے تو پھر نابینا ہو جاتے اور آخر وقت تک آپ کا یہ ہی حال رہا۔ (شواہد النبوت)

(۱۵) حاتم اصمؒ سے عاصمؒ بن یوسف نے دریافت کیا آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں۔؟ فرمایا جب نماز کا وقت آتا ہے تو بڑی احتیاط کے ساتھ وضو کرتا ہوں تاکہ کوئی سنت اور مستحب نہ چھوٹ جائے۔ وضو کرنے کے جائے نماز پر کھڑا ہوتا ہوں۔ کعبہ کو اپنے منہ کے سامنے رب العلمین کو اپنے سر پر حاضر و ناظر جانتا ہوں۔ جنت کو اپنی داہنی طرف دوزخ کو بائیں طرف ملک الموت کو اپنے پیچھے خیال کرتا ہوں۔ پھر اس نماز کو اپنی آخری نماز تصور کرتا ہوں۔ بڑی تعظیم سے اللہ اکبر کہتا ہوں نہایت ادب کے ساتھ قرأت پڑھتا ہوں۔ بڑے غور اور تامل کے ساتھ قرآن کو سنتا اور سمجھتا ہوں نہایت تواضع کے ساتھ رکوع کرتا ہوں۔ انتہائی ذلت اور عاجزی کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں۔ انتہائی انکساری کے ساتھ گردن جھکا کر التحیات پڑھتا ہوں۔ پوری امید کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں خوف الٰہی کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں۔ اور نماز قبول ہونے کی امید اور نہ قبول ہونے کا ڈر دل میں رکھ کر نماز سے فارغ ہو جاتا

ہوں اور آئندہ ساری عمر ایسی نماز پڑھنے کا عہد اپنے دل میں کرتا ہوں۔ اور پورے ۳۰ سال سے اسی طرح کی نماز پڑھتا ہوں۔ عاصم بن یوسف یہ باتیں سن کر چیخیں مار مار کر روتے جاتے تھے اور افسوس کے ساتھ کہتے جاتے تھے ہائے ہم سے تو اس طرح کی ایک نماز بھی کبھی ادا نہ ہوئی۔ (روح البیان)

(۱۶) حضرت امام زین العابدین جب نماز کے لئے وضو کرتے تو خوف خداوندی کے باعث آپ کا چہرہ زرد پڑ جاتا جب نماز کی نیت باندھتے تو آپ کو جاڑہ چڑھ جاتا اور اس کی وجہ سے آپ تھرتھر کانپنے لگتے۔ کسی نے عرض کیا حضور نماز میں آپ کی یہ حالت کیوں ہو جاتی ہے؟ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ایسے شہنشاہ کے سامنے حاضر ہوتا ہوں جس کے غضب کی کہیں بھی کوئی پناہ نہیں اس لئے احکم الحاکمین کے خوف سے میری یہ حالت ہو جاتی ہے کہ مبادا حاضری کے وقت کسی قسم کی کوئی بے ادبی اور گستاخی نہ ہو جائے۔

یہی حضرت زین العابدین ایک روز مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ یکایک مسجد کے چھپر میں آگ لگ گئی اور آناً فاناً بھڑک اٹھی۔ آپ برابر نماز میں مشغول رہے یہ واقعہ دیکھ کر لوگ جمع ہو گئے بہت شور مچایا لیکن آپ کو خبر تک نہ ہوئی اور جب خود نماز سے فارغ ہوئے اور باہر تشریف لائے تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت ہم نے اتنی زور کی آوازیں دیں۔ لیکن آپ نے کوئی پرواہ بھی نہ کی اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کیوں

تم کیا کہتے تھے؟ عرض کیا گیا حضور مسجد میں آگ لگ گئی تھی۔ ہر چند ہم نے کوشش کی کہ آپ نیت توڑ دیں اور آگ سے بچ جائیں مگر آپ نے فرمایا کہ تم مجھے دنیا کی آگ سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر میں اس وقت دربار میں کھڑا ہوا خدا کی آگ سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا پھر مجھے دنیا کی آگ سے بچنے کی کیا پرواہ ہوتی۔

(۱۷) حضرت سفیان ثوری ایک دن خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ سجدہ میں گئے تو کسی دشمن نے آکر آپ کے ایک پاؤں کی دو انگلیاں اور دوسرے پاؤں کی پانچ انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ جب سلام پھیرا تو اول نماز کی جگہ خون پڑا ہوا دیکھا اور پھر پاؤں میں تکلیف محسوس ہوئی تب معلوم ہوا کہ کسی شخص نے میری انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ (سبحان اللہ کیا نماز ہوگی اور کیا اس کی کیفیات ہوں گی)۔

(۱۸) ایک عورت نے گھر کا تنور جلایا۔ جلا کر نماز پڑھنے لگی۔ اور خیال یہ تھا کہ نماز پڑھ کر روٹی پکاؤں گی۔ اس عورت کا دو ڈھائی سال کا بچہ گھر میں کھیل رہا تھا۔ شیطان آیا اور اس بچہ کو تنور کے قریب پہنچا کر اس نمازی عورت کے پاس آکر کہنے لگا۔ دیکھ تیرا بچہ تنور کے پاس چلا گیا۔ تو نماز توڑ کر بچہ کو وہاں سے اٹھا لے ایسا نہ ہو کہ وہ بچہ تنور میں گر کر جل جائے۔ اس عورت نے بالکل خیال نہ کیا اور بدستور نماز پڑھتی رہی شیطان کو بہت غصہ آیا۔ اور جلد ہی اٹھا کر بچے کو تنور میں پھینک دیا۔ اور آکر اس عورت سے کہنے لگا کہ تو نماز پڑھ رہی ہے اور تیرا بچہ تنور میں

گر گیا جلدی دوڑ شاید ابھی جان باقی ہو اور وہ سسکتا ہوا مل جائے اری کم بخت نماز تو پھر بھی پڑھ سکتی ہے اگر بچہ مر گیا تو پھر نصیب نہ ہوگا۔ شیطان نے اپنی سی سب کچھ کہی لیکن عورت کو ذرہ برابر نماز میں کوئی لغزش کی بات پیدا نہ ہوئی اور بدستور بے خودی اور محویت کے عالم میں نماز پڑھتی رہی۔ شیطان عورت کی ثابت قدمی دیکھ کر آگ بگولا ہو گیا۔ اور وہاں سے اپنا سا منہ لے کر چلا گیا۔ جب یہ عورت نماز سے فارغ ہوئی نہایت اطمینان کے ساتھ تنور کے پاس گئی دیکھا کہ بچہ تنور میں پڑا ہوا ہے آگ بھڑک رہی ہے اور بچہ انگاروں سے کھیل رہا ہے۔ ایک انگارا بچہ نے اٹھا کر منہ میں رکھ لیا تو وہ انگارا یاقوت بن گیا۔

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ جو اللہ کا ہو گیا اللہ اس کا ہو گیا۔ (حدیث)

(۱۹) رابعہ عدویہؒ نے آٹا گوندھا پھر نماز کی نیت باندھی اور نماز پڑھنے لگیں۔ نماز کے اندر آٹے کا خیال آیا کہ اس کو ڈھک کر نہیں رکھا۔ اس رات کو جو سوتی ہیں تو خواب میں دیکھتی ہیں کہ جنت میں محل میرے لئے بنایا گیا ہے سارا محل بہت خوبصورت عالیشان ہے۔ لیکن اس کے سارے کنگرے گر گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا الٰہی ان کو کیا ہوا یہ کیوں گر گئے۔ آواز آئی جس وقت تو نے نماز میں آٹے کا خیال کیا تھا اور ہمارے خیال و دھیان کو چھوڑ کر آٹے کا خیال کیا تھا اسی وقت یہ کنگرے گر گئے۔ اب جس آٹے کا تجھ کو خیال آیا تھا وہی آٹا ان کنگروں کو بنائے گا۔ (اور آٹے میں کہاں طاقت ہے کہ وہ ایک بھی کنگرہ بنا سکے۔ لہٰذا

آنے کے خیال سے ان کے محل میں اتنا نقصان پڑ گیا)۔

(۲۰) حاتم اصمؒ فرماتے ہیں کہ ایک وقعہ میری جماعت کی نماز جاتی رہی اس کے افسوس کرنے کے لئے میرے پاس صرف ابواسحاق بخاریؒ ہی تشریف لائے حالانکہ اگر میرا بچہ مرجاتا تو میرے پاس افسوس کیلئے ایک ہزار آدمی سے زیادہ آتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے نزدیک دنیا کی مصیبت کے مقابلہ میں دین کی مصیبت کوئی وقعت اور اہمیت نہیں رکھتی۔ اور سلف (ہم سے پہلے لوگوں) کا یہ دستور تھا کہ جب ان سے تکبیر اولیٰ جاتی رہتی تو اس کے افسوس اور سوگ کے لئے تین دن تک تعلق اور رشتہ کنبہ والے آیا کرتے تھے اور جب کبھی جماعت جاتی رہتی تو سات روز تک سوگ اور غم منایا کرتے تھے۔

نماز کے اہم ترین عبادت ہونے کی وجہ

(۱) اسلام کے تمام فرائض حج زکوٰۃ، روزہ وغیرہ زمین پر فرض ہوئے اور نماز آسمان ہی پر فرض نہیں ہوئی بلکہ عرش الٰہی کے پاس خاص رب العالمین کی حضوری میں آمنے سامنے فرض ہوئی۔ اسی لئے نماز کا جس قدر اہتمام کیا گیا اس قدر کسی اور عبادت کا نہیں کیا گیا اور قرآن و حدیث میں جس قدر نماز کی تاکید فرمائی گئی کسی عبادت کے متعلق اتنی تاکید نہیں فرمائی گئی ۔

دوسری وجہ جب بندہ نماز کی نیت باندھتا ہے تو رب العالمین سامنے تشریف لاتے ہیں اور جب کوئی محروم القسمت نمازی نماز کے

اندر اپنی نگاہ دوسری طرف لے جاتا ہے تو مولیٰ فرماتا ہے کہ بندے ہم تیرے سامنے ہیں تو ہماری طرف نہیں دیکھتا۔ کیا ہم سے بھی کوئی اچھی چیز تجھ کو نظر آگئی جو ہم کو چھوڑ کر تو اس طرف متوجہ ہو گیا۔

تیسری وجہ (الف) جب بندہ نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اور اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھتا ہے تو اس کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ ادھر تکبیر ختم کی ادھر نمازی کے تمام گناہ معاف ہو کر ایسا پاک صاف ہو گیا جیسے کہ وہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ (ب) جب نمازی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کے بعد اعوذ پڑھتا ہے تو نمازی کے ایک ایک بال کے بدلہ ایک ایک نیکی ملتی ہے۔ (ج) جب الحمد پڑھتا ہے تو ایک حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے (د) جب رکوع کرتا ہے اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم پڑھتا ہے تو اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے کہ اس نے تمام آسمانی کتابیں پڑھی ہوں اور اس پر ثواب ملتا۔ (س) جب سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو نظر رحمت سے دیکھتا ہے۔ (ص) جب نمازی سجدہ کرتا ہے تو تمام جنات و انسانوں کی تعداد کے موافق ثواب ملتا ہے (ع) جب سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھتا ہے تو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ف) جب سلام پھیرتا ہے تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دئے جاتے ہیں کہ جس دروازہ سے چاہے جنت میں چلا جائے۔ (مجالس سنیہ شرح اربعین نوویہ)

چوتھی وجہ (۴) حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ نمازی کے لئے تین خصوصی عزتیں ہیں۔

پہلی:- جب یہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے سر سے لے کر آسمان تک رحمت الٰہی کی گھٹا چھا جاتی ہے اور نیکیاں بارش کی طرح برستی ہیں۔

دوسری:- یہ کہ (فرشتے) نمازی کے چاروں طرف جمع ہو جاتے ہیں اور اس کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔

تیسری:- یہ کہ ایک فرشتہ پکارتا ہے اے نمازی اگر تو دیکھ لے تیرے سامنے کون ہے اور تو کس سے باتیں کرتا ہے تو خدا کی قسم تو قیامت تک نماز کا سلام نہ پھیرے اور نماز ہی میں مشغول رہتے رہتے مر جائے اور کبھی بس نہ کرے۔

پانچویں وجہ:- قیامت میں جب نمازیوں کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا تو سب سے اول ایک جماعت جنت میں جائے گی جن کے چہروں کی چمک سورج کی طرح ہوگی۔ فرشتے ان سے دریافت کریں گے تم کون لوگ ہو اور دنیا میں کیا عمل کرتے تھے؟ یہ جماعت جواب دے گی ہم مسلمان ہیں اور نماز کی حفاظت کرنا ہمارا عمل تھا۔ فرشتے دریافت کریں گے کس طرح حفاظت کرتے تھے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم لوگ ہمیشہ پانچوں وقت نماز سے پہلے ہی آ کر مسجد میں بیٹھ جاتے تھے۔ ان کے بعد دوسری جماعت پل صراط سے چلے گی ان کے

چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک دار ہوں گے فرشتے ان سے بھی پوچھیں گے تم کون لوگ ہو اور دنیا میں کیا عمل کرتے تھے؟ جواب دیں گے ہم نماز کی حفاظت کرنے والے مسلمان ہیں۔ فرشتے پھر دریافت کریں گے کہ تم نماز کی کس طرح حفاظت کرتے تھے؟ یہ مسلمان جواب دیں گے ہم اذان سے پہلے باوضو ہوکر بیٹھ جاتے اور اذان سنتے ہی سنتے مسجد میں پہنچ جاتے اور پھر نماز پڑھتے تھے۔ اس کے بعد تیسری جماعت گذرے گی جن کے چہرے تاروں کی مانند چمک دار اور روشن ہوں ان سے بھی فرشتے یہی سوال کریں گے کہ تم کون ہو؟ اور تمہارا عمل کیا یہ جواب دیں گے کہ ہم اذان سن کر وضو کرتے اور پھر فوراً ہی مسجد میں پہنچ جاتے اور ہمیشہ تکبیر اولیٰ کا خیال رکھتے تھے۔

چھٹی وجہ:۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ (۱) نماز حق تعالیٰ کی رضا کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ (۲) نماز فرشتوں کی محبت کا وسیلہ ہے (۳) نماز طریقہ ہے انبیاء سابقین کا۔ (۴) نماز معرفت الٰہی کی مشعل (۵) نماز اسلام کی جڑ و بنیاد ہے۔ (۶) نماز دعا قبول ہونے کا سبب (۷) نماز کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی۔ (۸) نماز سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔ (۹) نماز نفس اور شیطان کے مقابلہ کے لئے سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ (۱۰) نماز موت کے وقت موت کے فرشتہ سے نمازی کے سفارش کرے گی کہ اس کی جان آسانی سے نکالنا۔ (۱۱) نماز مومن کے دل کا نور ہے۔ (۱۲) نماز قبر کے اندر روشنی کا ذریعہ ہے۔ (۱۳) نماز قبر میں

کی طرف سے منکر نکیر کو جواب دے گی۔ (۱۴) نماز قبر میں قیامت تک مردہ کی غمخوار اور ساتھی رہے گی۔ (۱۵) نماز قیامت کے روز نمازی پر سایہ کرے گی۔ (۱۶) نماز نمازی کے سر کا تاج اور بدن کا لباس ہوگی۔ (۱۷) نماز قیامت کے اندھیرے میں مشعل بن کر نمازی کے آگے چلے گی۔ (۱۸) نماز حساب وکتاب کے وقت جہنم کے درمیان آڑ ہو جائے گی۔ (۱۹) نماز اللہ کے سامنے بخشوانے کے لئے حجت کرے گی۔ (۲۰) نماز کا وزن سب گناہوں پر بڑھ جائے گا۔ (۲۱) نماز پل صراط کے لئے پروانہ راہداری (پاسپورٹ) ہے۔ (۲۲) نماز جنت کی کنجی ہے جو جنت کے بند دروازہ کو کھول کر نمازی کو اس میں داخل کرا دے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے نمازی کو ثواب

(۱) حضرت کعب رضؓ احبار فرماتے ہیں کہ میں نے توریت میں دیکھا کہ خدا تعالےٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ اے موسیٰؑ صبح کے وقت کی دو رکعتیں جن کو امت محمدیہ ادا کرے گی ہم ان دو رکعتوں کے بدلے انکے تمام دن اور رات کے گناہ معاف کر کے اپنے امن کے قلعہ میں داخل کریں گے۔ اے موسیٰؑ ظہر کے وقت کی چار رکعتیں جن کو وہ لوگ پڑھیں گے۔ ہر ایک رکعت کا ثواب علیحدہ علیحدہ ہے۔ پہلی رکعت کا بدلہ گناہوں کی مغفرت۔ دوسری رکعت کا بدلہ قیامت کے روز اس کے نیک عملوں کا وزنی ہونا۔ تیسری رکعت کا بدلہ فرشتوں کا ان کے لئے

دعائے مغفرت اور ان کے لئے ہماری رحمت طلب کرنا ہے۔ چوتھی رکعت کا بدلہ آسمان کے دروازے ان کے لئے کھل جانا۔ اور حوران جنت کا انکی طرف دیکھنا۔ اے موسیٰ ہمارے آخری پیغمبر اور ان کی امت جب عصر کی چار رکعتیں پڑھیں گے تو زمین و آسمان میں کوئی فرشتہ نہیں رہے گا جو ان کے لئے دعاء مغفرت نہ مانگے۔ پھر جن کے لئے فرشتے مغفرت کی دعا کریں ہم اس کو عذاب نہ دیں گے۔ اے موسیٰؑ ہمارے آخری پیغمبر کی امت جب مغرب کے وقت تین رکعتیں پڑھے گی اس نماز کے وقت آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ پھر جو حاجت اور مراد مانگیں گے وہ ہم پوری کریں گے۔ اے موسیٰؑ عشاء کی چار رکعتیں ان کے لئے تمام دنیا کی سلطنت اور دولت سے بہتر ہیں۔ اس نماز کے پڑھنے کے بعد وہ لوگ گناہوں سے ایسے پاک وصاف ہو جائیں گے جیسے کہ ماں کے پیٹ سے آج کا پیدا شدہ بچہ بالکل بے گناہ ہوتا ہے۔ ۱۲۱۹۴

(۲) ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دریا کے کنارہ کنارہ جا رہے تھے۔ آپ نے ایک سفید رنگ کا جانور دیکھا کہ دریا کے گدلے کیچڑ میں لوٹا وہ اُجلا اور صاف جانور خوب گارے میں لت پت ہو گیا۔ پھر وہاں سے نکل کر دریا میں نہایا اور پہلے کی طرح پھر اُجلا اور صاف ہو گیا اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس نے یہ فعل پانچ مرتبہ کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جانور کی یہ حرکت دیکھ کر بہت ہی تعجب کرنے لگے۔ جب آپ کے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی تو جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عیسیٰؑ

یہ جانور آپ کو اس لئے دکھایا گیا تاکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے نمازیوں کی مثال آپ سمجھ سکیں۔ یہ کیچڑ ان کے گناہ ہیں اور یہ دریا ان کی نماز ہے اور کیچڑ میں لوٹنا ان کے گناہ کرنے کی مثال ہے۔ ادھر انھوں نے گناہ کیا ادھر نماز پڑھ کر گناہ کی تمام گندگی دھل گئی۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ بتلاؤ اگر کسی شخص کے دروازہ کے آگے ایک نہر ہو اور وہ روزانہ اس نہر میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو۔ کیا اس کے بدن پر میل کچیل باقی رہ جائے گا؟ پھر فرمایا کہ یہی مثال ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی بدولت تمام گناہوں کی گندگی دور کر دیتا ہے۔ (فضائل نماز)

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خزاں کی موسم میں جنگل کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے ایک درخت کی دو شاخوں کو پکڑ لیا اور ان کو ہلانے لگے اس ہلانے کے باعث درخت کے پتے جھڑنے لگے اور زمین پر گرنے لگے اس پر آپ نے حضرت ابوذرؓ کو مخاطب فرما کر فرمایا اے ابوذر! حضرت ابوذر نے عرض کیا۔ فرمائیے کیا ارشاد ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا امتی جب نماز اس غرض سے پڑھتا ہے کہ اس کا مالک اس سے راضی ہو جائے تو نماز سے اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح یہ پتے اس درخت سے جھڑ گئے۔ (ایضاً)

(۵) آپؐ نے ارشاد فرمایا جس نے دو رکعت نماز اس طرح ادا کی کہ دل مولیٰ کی طرف متوجہ رہا تو اس کے عوض میں اللہ تعالےٰ اس کے سب

پچھلے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔ (مشکوۃ شریف)

(۶) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک روز میں نے اپنے پروردگار کی بہترین شکل میں زیارت کی۔ اس وقت اس نے فرمایا اے محمدؐ! مقربین فرشتے کس چیز میں گفتگو کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا اے اللہ توخوب جانتا ہے (مجھے علم نہیں)۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان اپنا دست قدرت رکھا اور میں نے اس کی خنکی (ٹھنڈک) اپنے سینہ میں محسوس کی اس کے بعد میں نے تمام آسمان و زمین کی (ضروری) اشیاء معلوم کر لیں۔

وَکَذٰلِکَ نُرِیۡۤ اِبۡرٰہِیۡمَ مَلَکُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَلِیَکُوۡنَ مِنَ الۡمُوۡقِنِیۡنَ ۝ یعنی اسی طرح دکھلا دیئے ہم نے ابراہیم کو آسمانو اور زمینوں کے تصرفات تاکہ اس کے یقین میں اضافہ ہو جائے۔

اور اس علم دینے کے بعد دوبارہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ مقربین فرشتے کس معاملہ میں گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ انکی گفتگو ان اعمال کے متعلق ہو رہی ہے جن سے گناہ جھڑتے ہیں پس گناہ جھڑتے ہیں نماز کے بعد مسجد میں اللہ کا ذکر کرنے سے۔ اور مسجد میں دوسری نماز کے انتظار کرنے کے واسطے بیٹھنے سے اور گناہ جھڑتے ہیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے پاؤں چل کر مسجد میں جانے سے اور بیماری یا جاڑے میں پوری طرح وضو کرنے سے اور جس نے یہ کام کئے بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بھلائی کے ساتھ مرے گا۔ اور اپنے گناہوں

سے اس طرح پاک ہوگا جس طرح ماں کے پیٹ سے بچہ گناہوں سے پاک پیدا ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اول)

(۷) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے گناہوں کی آگ میں جلتے رہتے ہو اور جب تم نے صبح کی نماز ادا کرلی تو وہ آگ بجھ گئی۔ پھر صبح سے ظہر تک تم گناہوں کی آگ بھڑکاتے ہو۔ اور اس میں جلتے رہتے ہو۔ لیکن جب ظہر کی نماز پڑھ لی تو وہ آگ ٹھنڈی ہوگئی۔ پھر ظہر سے عصر تک اپنے لئے آگ روشن کرتے ہو اور اس میں جلنے کا سامان کرتے ہو اور عصر کی نماز پھر اس کو سرد کردیتی ہے۔ پھر عصر سے مغرب تک گناہوں کی آگ نہایت تیزی کے ساتھ شعلہ زن ہوتی ہے اور تم کو جھلس دینا چاہتی ہے مگر مغرب کی نماز اس کو پھر بجھا دیتی ہے۔ اسی طرح مغرب سے عشاء تک گناہوں کی آگ خوب بھڑکائی جاتی ہے۔ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے ہو وہ آگ بجھ جاتی ہے اور تم پاک وصاف ہوکر سوتے ہو۔ پھر سونے کی حالت میں تم پر کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا ہے یہاں تک کہ تم جاگ جاؤ۔ (ترغیب منذری)

(۸) حضرت ابو مسعودؓ انصاری سے نقل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب نماز کا وقت آتا ہے تو رب العزت ایک فرشتہ سے منادی کراتے ہیں۔ اے لوگو! اٹھو جو آگ تم نے گناہوں کی جلائی ہے اس پر پانی ڈالو اور اس کو بجھاؤ تو نمازی آدمی تو اٹھ کر وضو کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں ان کے لئے گناہوں کی بخشش ہو جاتی

ہے اور بے نمازی جیسے تھے ویسے ہی رہ جاتے ہیں۔ (کنز العمال)

(۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچوں نمازیں پڑھو، رمضان کے روزے رکھو۔ مال کی زکوٰۃ دو۔ علمائے حق کی اطاعت کرو پھر داخل ہو جاؤ اپنے رب کی جنت میں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۰) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جس زمین پر نماز پڑھی جاتی ہے وہ زمین کا حصہ اپنی چاروں طرف والی زمین پر فخر کرتا ہے اور نہایت خوش ہو ہو کر اس نماز کی وجہ سے پھولا نہیں سماتا۔ پھر اسی طرح اس کی خوشی کی انتہا ساتویں زمین تک ہوتی چلی جاتی ہے۔ (کنز العمال)

(۱۱) صاحب زواجر کہتے ہیں کہ جب کسی نے اول وقت نماز پڑھی تو اسی وقت یہ نماز نور بن کر آسمانوں پر سے گزرتی ہوئی عرش الٰہی کے قریب پہنچتی ہے اور اس وقت سے قیامت تک نمازی کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہتی ہے۔ اور اس نمازی کو کہتی رہتی ہے اللہ تعالےٰ تیری حفاظت کرے جس طرح تو نے میری حفاظت کی۔ (زواجر مکی)

(۱۲) امام شعرانیؒ فرماتے ہیں جب کوئی مسلمان نماز پڑھتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اس کو قبول بھی کرلیں تو اس نماز کے نور سے ایک فرشتہ پیدا کیا جاتا ہے اور اس فرشتہ کی یہ ڈیوٹی لگادی جاتی ہے کہ وہ قیامت تک نماز پڑھتا رہے تاکہ اس کی نماز کا ثواب اس نمازی کو پہنچتا رہے۔ (لطائف المنن)

(۱۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص ظہر کی نماز سے پہلے اور ظہر کی نماز کے بعد پابندی سے چار رکعتیں پڑھتا رہے اللہ تعالے اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ظہر کی چار سنتیں پڑھنے کے بعد آسمان کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں یعنی یہ نماز جناب باری میں مقبول ہوتی ہے اور اس کی قبولیت کے سبب اس نمازی پر انوار رحمت نازل ہوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انسان کے بدن میں تین سو ساٹھ ۳۶۰ جوڑ ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ اپنے ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ ادا کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ اس قدر صدقہ دینے کی کس میں طاقت ہے؟ آپ نے فرمایا مسجد میں تھوک وغیرہ اگر موجود ہو اس کو صاف کر دینا۔ اور راستہ میں تکلیف دہ جو چیزیں پڑی ہوئی ہوں انکو وہاں سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ پس اگر تو کوئی ایسی چیز نہ پائے جو تین سو ساٹھ ۳۶۰ کے برابر صدقہ ہو سکے تو اشراق کی دو رکعتیں تیرے لئے کافی ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۶) سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے چاشت کے وقت بارہ رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالے اس کے بدلہ میں اس کے لئے جنت کے اندر ایک سونے کا محل تیار کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۷) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کی نماز سے فارغ ہو کر نماز کی جگہ بیٹھا رہا اور اشراق کی نماز پڑھ کر وہاں سے اُٹھا بشرطیکہ اس درمیانی وقت میں کوئی دنیاوی کام یا باتیں نہ کی ہوں بلکہ اللہ کا ذکر یا قرآن شریف کا ترجمہ وغیرہ سنتا رہا تو ایسے شخص کے تمام گناہ معاف ہوتے ہیں چاہے وہ سمندر کے جھاگوں سے بھی زیادہ ہوں۔

(ابوداؤد شریف)

علماء نے لکھا ہے کہ اس وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھے۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی فرمایا کرتے تھے وہ عمل جس کی جزا (بدلہ) دنیا میں فی الحال حاصل ہوتا ہے وہ یہ عمل ہے یعنی چند روز کے بعد اس شخص کو باطنی نورانیت حاصل ہو جاتی ہے۔

(۱۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح و شام مسجد کی طرف نماز پڑھنے کے لئے جاتا ہے جب بھی وہ مسجد میں جاتا ہے اسی وقت اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمانی تیار کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۱۹) تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سات آدمی ایسے ہیں جن کو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ خاص اپنے سایہ میں رکھیں گے۔ (۱) انصاف کرنے والا امیر اور حاکم (۲) وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت میں اپنی جوانی خرچ کی (۳) وہ دو شخص جن کی آپس کی محبت محض اللہ کیلئے ہو اور اس کی محبت میں دونوں جمع ہوتے ہوں اور اس کی محبت میں دونوں علیحدہ ہوتے ہوں (۴) وہ نمازی جو نماز پڑھ کر مسجد سے نکلا

لیکن دوسری نماز پڑھنے کے لئے اس کا دل مسجد میں رہا اور وقت پر نماز ادا کرلی۔ (۵) وہ اللہ کا ذکر کرنے والا جو تنہائی میں اللہ کو روتے ہوئے یاد کرتا ہو۔ (۶) وہ نوجوان جس کو خوبصورت عورت برے کام کے لئے دعوت دے اور وہ اس کو جواب دے کہ مجھے خدا کو منہ دکھانا ہے۔ (۷) جس نے خدا کے واسطے کوئی خیرات اس طرح کی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو کہ داہنے ہاتھ نے کیا دیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اور سایہ میں رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ حق تعالےٰ اس کو آخرت کی تکلیفوں سے محفوظ رکھیں گے اور اپنی خاص رحمت یعنی عرش کے نیچے اس کو جگہ دیں گے۔

(۲۰) حضرت دانیال علیہ السلام اپنے زمانہ میں امت محمدیہؐ کی نماز کی تعریف کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ وہ امت ایسی نمازیں پڑھے گی کہ اگر نوح علیہ السلام کی قوم ایسی نماز پڑھ لیتی تو ہرگز طوفان میں غرق نہ ہوتی۔ اور اگر ہود علیہ السلام کی قوم ایسی نماز پڑھتی تو کبھی بھی آندھی کے طوفان میں گرفتار ہو کر ہلاک نہ ہوتی۔ حضرت دانیال کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ہلاک شدہ قومیں ایمان نہیں لائی تھیں لیکن اگر وہ ظاہرداری کی ہی نماز پڑھ لیتیں تو دنیا میں ہلاک نہ ہوتیں کیونکہ ان نمازوں کی بالخاصہ یہ تاثیر ہے کہ جو شخص ان کا پابند ہوگا اگرچہ وہ کافر کیوں نہ ہو اس قسم کے دنیاوی عذاب میں مبتلا نہ ہوگا۔ البتہ آخرت میں اس قسم کی نماز کوئی فائدہ نہ دے گی۔ (روح البیان)

بے نمازی کی سزا

جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ نماز تمام اعمال میں افضل ہے تو عقلمند انسان اس کو خوب سمجھ سکتا ہے کہ اس کا چھوڑنا کس قدر نقصان دہ ہوگا اور اللہ کو کس درجہ ناپسند ہوگا۔ چنانچہ اس باب کی چند احادیث ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی نماز ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۲) جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی وہ کفر کے قریب پہنچا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(۳) ایک روز صبح کی نماز پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ رات میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے میں نے راستہ میں دیکھا کہ ایک شخص زمین پر لیٹا ہوا ہے۔ اور دوسرا شخص ہاتھ میں پتھر لئے اس کے پاس کھڑا ہوا ہے اور اس پتھر کو اس لیٹنے والے انسان کے سر پر نہایت قوت کے ساتھ مارتا ہے اور اس پتھر کی چوٹ سے اس شخص کا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے اور وہ پتھر اچٹ کر بہت دور جا پڑتا ہے۔ یہ شخص اس پتھر کو لینے کے لئے جاتا ہے۔ اتنی دیر میں اس کا سر ثابت ہو جاتا ہے اور وہ شخص دوبارہ اسی طرح پھر مارتا ہے اور اس کی چوٹ سے اس کا سر دوبارہ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ وہ تیسری بار اپنے پتھر کو لاتا ہے اور پھر مارتا ہے۔ اسی طرح بار بار کرتا تھا اور اس کا سر اسی طرح

لوٹ کر ہر دفعہ جڑ جاتا تھا۔ میں نے فرشتوں سے دریافت کیا یہ کون آدمی ہے اور اس کا جرم کیا ہے؟ ان فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ وہ شخص ہے جو فرض نمازیں چھوڑ کر سو جاتا تھا اور نماز نہیں پڑھتا تھا۔
(بخاری شریف)

(۴) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نمازوں کی حفاظت نہیں کرتا، قیامت کے روز نہ اس کی نجات ہوگی اور نہ نجات کی سند (سارٹیفکٹ) ہوگی۔ اور نہ اس کے پاس کوئی روشنی ہوگی۔ اور ایسی حالت میں قارون یا ہامان۔ یا فرعون یا ابی ابن خلف منافق کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگا۔ (مسند امام احمد)

فائدہ: دنیا میں مال حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں:
(۱) حکومت اور بادشاہت (۲) ملازمت (۳) زراعت و تجارت۔
(۴) صنعت اور حرفت یعنی دستکاری پس جو شخص ریاست اور حکومت کی وجہ سے نماز چھوڑ بیٹھا اس کا حشر فرعون کے ساتھ ہوگا۔ جو ملازمت کی وجہ سے نماز چھوڑتا ہے اس کا حشر ہامان فرعون کے وزیر کے ساتھ ہوگا۔ جو شخص تجارت اور کھیتی وغیرہ کی وجہ سے نماز چھوڑتا ہے وہ ابی ابن خلف کے ساتھ جہنم میں جائے گا۔ کیونکہ یہ شخص کھیتی بھی کرتا تھا اور تجارت کا کاروبار بھی کرتا تھا۔ جو شخص دستکاری میں لگ کر نماز چھوڑتا ہے۔ وہ قارون کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگا۔ کیونکہ قارون دستکار تھا۔ (از مولانا ابراہیم دہلوی)

(۵) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جان کر نماز چھوڑ دی قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اس سے سخت غصہ کے ساتھ پیش آئیں گے۔ (ترغیب منذری)

(۶) حضرت عبادہؓ بن صامت فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کی نصیحت فرمائی جن میں سے دو یہ تھیں:۔ (۱) اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ بنانا۔ اگرچہ تمہارے کاٹ کاٹ کر ٹکڑے کر دئے جائیں۔ (۲) نماز جان بوجھ کر نہ چھوڑنا کیونکہ جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے وہ ملت اسلامی (مذہب) سے نکل جاتا ہے۔ (الخ طبرانی)

(۷) حضرت معاذؓ بن جبل فرماتے ہیں کہ میرے محبوب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس وصیتیں فرمائیں (جن میں سے دو یہ تھیں) (۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا خواہ تو اس بارے میں قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ (۲) فرض نماز کسی صورت میں نہ چھوڑنا کیونکہ جو شخص فرض نماز چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنی ذمہ داری اس سے ہٹا لیتے ہیں۔ (الخ)

(۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص کی ایک نماز جاتی رہی اس کا اس قدر نقصان ہوا جیسے کہ اس کے بال بچے اور سارا مال دولت چھن جانے کی وجہ سے نقصان ہوتا ہے۔ (ابن حبان)

(۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ بے نمازی کا اسلام

میں کوئی حصہ نہیں یعنی اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں ۔

(۱۰) علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص نماز کو پابندی سے پڑھتا ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کو پانچ خصوصی عزتیں عطا فرماتے ہیں۔ (۱) اس کی تنگدستی دور فرما دیتے ہیں۔ (۲) قبر کا عذاب اس سے ہٹا لیا جاتا ہے۔ (۳) قیامت کے روز اس کے نامۂ اعمال داہنی طرف سے دیئے جائیں گے یعنی اس کی نجات ہوگی۔ اور ایسا شخص نہایت ہی آرام میں ہوگا۔ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ (پارہ ۲۹)۔ (۴) اور ایسا نمازی پل صراط سے بجلی کی طرح گذرے گا۔ (۵) نماز کی پابندی کرنے والے بغیر حساب وکتاب جنت میں داخل ہوں گے۔ اور جو آدمی نماز میں کاہلی وسستی کرتا ہے اس کے لئے اللہ کی طرف سے پندرہ سزائیں مقرر ہیں۔ پانچ دنیا میں تین مرنے کے وقت اور تین مرنے کے بعد قبر میں اور تین قبر سے نکلنے کے بعد حشر میں۔

دنیا کی پانچ سزائیں

(۱) اس کی عمر سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔ اور اس کی زندگی میں بے برکتی ہوتی ہے (۲) نیک لوگوں کی علامت اس کے چہرہ سے مٹادی جاتی ہے۔ (۳) ایسا شخص جو بھی نیکی کرتا ہے اللہ کے یہاں اس کو کوئی ثواب نہیں ملتا۔ (۴) ایسا شخص جو بھی دعا مانگتا ہے وہ قبول نہیں کی جاتی۔ (۵) اگر اللہ کے نیک بندے اس کے حق میں کوئی دعا کرتے ہیں تو

اس کے حق میں ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

موت کے وقت کی تین سزائیں (۱) ایسے بے نمازی کی موت ذلت کے ساتھ ہوگی۔ (۲) مرتے وقت بھوکا مرے گا۔ (۳) موت کے وقت چاہے سمندروں کو پلا دیجیے لیکن استسقاء کے مریض کی طرح اس کی پیاس نہیں بجھتی اور پیاس کی ہی حالت میں اس دُنیا سے رخصت ہوگا۔

قبر کے اندر تین عذابیں بے نمازی کی قبر اسقدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ اس طرف کی پسلیاں اُس طرف اور اُس طرف کی اس طرف آجاتی ہیں۔ (۲) بے نمازی کی قبر میں آگ دہکائی جائے گی تاکہ وہ اس میں جلتا رہے۔ (۳) بے نمازی قبر میں سزا دینے کے لئے ایک سانپ مسلط کر دیا جائے گا جس کا نام شجاع اقرع ہے اس کی آنکھیں آگ کی اور ناخن لوہے کے ہوں گے اور ہر ایک ناخن کی لمبائی ایک دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔ یعنی تقریباً بارہ کوس کے برابر اس کے ناخن ہوں گے۔ اور یہ سانپ اس میت سے باتیں کرے گا اور اپنا نام بتائے گا کہ میں شجاع اقرع ہوں اس کی آواز بجلی کی کڑک کی طرح سخت ہوگی۔ اور مردہ سے کہے گا کہ میں تیری سزا کے لئے تجھ پر مسلط کیا گیا ہوں تاکہ تجھ کو مارتا رہوں صبح کی نماز چھوڑنے کی وجہ سے ظہر کے وقت تک، اور ظہر سے مارتا رہوں عصر کے وقت تک اور عصر سے مغرب تک اور مغرب سے ماروں عشا تک

اور عشاء سے صبح تک مارتا رہوں۔

خدا بچائے اس ظالم کی مار کی سختی سے۔ بیان کیا گیا ہے کہ اسکی مار اس قدر سخت ہوگی کہ جب ایک دفعہ اس بے نمازی مردہ کے وہ اپنا پھنا ماریگا تو اس کی قوت کی وجہ سے وہ بے نماز مردہ ستر گز زمین میں دھنس جائیگا اور یہ مردہ قیامت تک انھیں عذابوں میں مبتلا رہے گا قبر سے نکلنے تک۔

قیامت کی تین سزائیں

(۱) اس کا حساب بہت سختی سے لیا جائیگا۔ (۲) بے نماز پر خدا کی قہر کا عذاب ہوگا۔ (۳) بے نماز کو ذلیل کر کے جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ (زواجر عن اقتراف الکبائر)

پس یہ مجموعی سزائیں چودہ ہوگئیں میرے استاد المکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب نے اپنے رسالہ فضائل نماز کے صفحہ ۲۹ پر پندرھویں سزا کے بارہ میں لکھا ہے کہ شاید راوی اس کا ذکر بھول گئے اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ اس کے اوپر تین سطریں لکھی ہوئی ہوں گی۔ پہلی سطر اے اللہ کے حق کو ضائع کرنیوالے۔ دوسری سطر اے اللہ کے غصہ کے ساتھ مخصوص تیسری سطر جیسا کہ تونے دنیا میں اللہ کے حق کو ضائع کیا آج تو اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔ (انتہی عبارۃ الشیخ)

ٹال کر نماز پڑھنے والی ایک عورت کا انجام

ایک شخص کی حقیقی بہن کا

انتقال ہوگیا۔ بھائی اپنی بہن کو قبر میں اُتار کر واپس گھر آگئے۔ آگر دیکھتے ہیں کہ ان کے پاس کچھ نقدی تھی جو قبر میں اُتارتے وقت قبر ہی میں گر پڑی سنا چار موقعہ نکال کر قبرستان پہونچے اور مال نکالنے کے لئے بہن کی قبر کو کھودا دیکھتے ہیں کہ اس کی قبر میں آگ دہک رہی ہے اور میت اس میں جل رہی ہے۔ بہن کی قبر کا یہ قصہ دیکھ کر روتے پیٹتے گھر پہنچے اور اپنی ماں کے پاس جاکر بہن کی قبر کا حال سنایا۔ ماں نے رو کر بیٹے سے کہا۔ بیٹا اور تو کوئی گناہ میری نظروں میں نہیں کرتی تھی۔ البتہ جب نماز پڑھا کرتی تھی تو وقت سے بے وقت ٹال کر پڑھا کرتی تھی ہو نہ ہو اس گناہ کے سبب آگ میں جل رہی ہے۔

بے نماز آدمی زانی اور بدکار سے بھی بدتر ہے

بنی اسرائیل کی ایک عورت حضرت موسٰی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ اے موسٰیؑ مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ ہوگیا ہے اور میں اس گناہ سے توبہ بھی کر چکی ہوں مگر آپ میرے لئے مزید مغفرت کی دعا فرمادیں تو اللہ کی ذات سے قوی امید ہے کہ آپ کی دعا کی برکت سے میری توبہ قبول ہو جائے۔ حضرت موسٰیؑ نے فرمایا اے اللہ کی بندی آخر وہ کون سا گناہ ہے جس کی وجہ سے تو اس قدر پریشان ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ اے اللہ کے نبیؐ اول تو میں نے حرام کاری کی۔ پھر اس حرام کاری سے میرے بچہ پیدا ہوا۔ میں نے شرم کی وجہ سے وہ بچہ قتل کر دیا۔ بس یہ گنا

ہے جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام یہ سنکر
غصہ کی وجہ سے سرخ ہو گئے اور غصہ میں فرمایا کمبخت دور ہو جا کہیں
تیری وجہ سے ہم غارت نہ ہو جائیں۔ یہ بدکار عورت آپ کے غصہ
کی یہ حالت دیکھ کر وہاں سے اُٹھ کر چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی جبریل
علیہ السلام وحی لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تشریف
لائے اور فرمایا کہ اے موسیٰؑ رب العلمین آپ سے سوال کرتے ہیں کیا
تمہارے نزدیک اس عورت سے زیادہ بدتر اور اس فعل سے زیادہ
بُرا کوئی اور فعل بھی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا بھلا اس فعل
سے زیادہ بُرا اور گندہ کون سا فعل ہو سکتا ہے؟ ارشاد ہوا کہ نہیں
تمہارا خیال درست نہیں۔ جو شخص جان بوجھ کر نماز چھوڑے ایسا
بے نمازی آدمی اللہ کے نزدیک اس بدکار اور ناحق خون کرنے والی
عورت سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ غور کرنے کی بات ہے کہ موسیٰ علیہ السلام
کی شریعت میں صرف دو نمازیں فرض تھیں۔ جب ان نمازوں کا چھوڑنے
والا آدمی اللہ کے نزدیک بدکار عورت سے بھی زیادہ مجرم ہے تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر تو پانچ نمازیں فرض ہیں۔ ہم لوگ نماز چھوڑ کر
کس قدر مجرم ہوں گے مگر افسوس اگر کسی کی بیوی زنا کرے تو عورت والا
مرد ناراض ہو کر اس کو طلاق دے دیتا ہے لیکن کتنے مسلمان ایسے ہیں
جن کی عورتیں بالکل نماز نہیں پڑھتیں مگر اس فعل پر ان کے خاوند
قطعاً پرواہ نہیں کرتے اس کی وجہ یہی ہوئی کہ ہم کو اپنے حقوق اللہ کے

حقوق سے زیادہ پیارے ہیں۔ یاد رکھئے بے نماز عورتیں اللہ کے نزدیک بدکار عورت سے زیادہ بری ہیں۔ چاہو ان کو رکھو یا ان کو طلاق دیدو بلکہ ایسی عورتوں کا طلاق دینا باعث ثواب ہے۔ اس کی تفصیل دیکھئے کتاب "مسلمان خاوند" میں۔

اللہ کے دربار میں بے نمازی کا عذر لنگ

(۱) جو شخص دنیا میں ریاست اور سلطنت میں مشغول رہ کر نماز سے غافل رہا قیامت کے روز اللہ کے سامنے نماز چھوڑنے کا عذر اس طرح کرے گا۔ اے اللہ تو نے مجھے سلطنت اور حکومت دی تھی۔ اور اس کا کام اتنا زیادہ تھا کہ سر کھجانے اور دانت کریدنے کی بھی فرصت نہیں ملتی تھی پھر نماز کس وقت پڑھتا۔ حکم ہوگا کہ بلاؤ داؤدؑ اور سلیمانؑ کو جب یہ دونوں دربار میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالے فرمائے گا دیکھو آخر یہ بھی بادشاہ تھے اور تجھ سے زیادہ ان کی سلطنت وسیع تھی۔ لیکن باوجود اتنی بڑی سلطنت کے انھوں نے کبھی نماز نہ چھوڑی تو اس قول میں جھوٹا ہے کہ سلطنت کے کاموں سے فرصت نہ ہوتی تھی اس وجہ سے میں نہیں پڑھتا تھا۔ سلطنت اگر نماز روکتی تو ان دونوں کو بھی روکتی بلکہ تیری غفلت اور کاہلی اور سستی جس کے باعث تو نے نماز ادا نہیں کی۔ اے فرشتو! اس کو لے جاؤ اور جہنم میں ڈال دو۔

سلہ ہدیہ ایک روپیہ چار آنے (عہر)۔ ادارہ آفتاب رسالت۔ پل بنگش۔ دہلی۔

ایک شخص اپنی بیماری کا عذر کرے گا۔ الٰہی میں بیمار تھا۔ تکلیف کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکتا تھا۔ ارشاد ہوگا کہ ایوب علیہ السلام کو بلاؤ۔ حضرت ایوبؑ حاضر ہوں گے ارشاد ہوگا کہ اے بیمار تو زیادہ بیمار تھا یا ہمارا ایوبؑ برسوں اس کے بدن میں کیڑے پڑے رہے مگر ایک سانس بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوا۔ اگر بیماری یاد الٰہی سے روکتی تو ہمارے ایوبؑ کو بھی روکتی۔ تو جھوٹا ہے جو بیماری کا بہانہ کرتا ہے۔ یہ نماز نہ پڑھنا تیری غفلت اور کاہلی کا نتیجہ ہے۔ فرشتو اس کو بھی لیجاؤ اور جہنم میں داخل کردو۔

ایک بے نماز حاضر ہوگا اس سے دریافت کیا جائے گا کہ تم نے نماز کیوں چھوڑی۔ عرض کریگا الٰہی میرے بال بچے بہت تھے۔ میں ان کی خدمت اور ان کے لئے کمانے میں دن بھر لگا رہتا تھا پھر نماز کے لئے مجھے فرصت کہاں ملتی۔ رب العالمین کا ارشاد ہوگا ہمارے بندہ یعقوبؑ کو پیش کرو حضرت یعقوب علیہ السلام دربار میں حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ انکو دکھا کر اس بے نمازی سے ارشاد فرمائیں گے۔ دیکھ تیری اولاد زیادہ تھی یا ہمارے یعقوبؑ کی اور اولاد کے غم میں تو مبتلا رہا یا یہ یوسفؑ کے فراق میں برسوں روتے رہے ان کی آنکھیں جاتی رہیں کمر جھک گئی۔ بوڑھے ہو گئے مگر نماز سے ایک گھڑی بھی غافل نہ ہوئے فرشتو اس کو بھی لے جاؤ اور جہنم میں ڈالدو۔

ایک بے نماز عورت عدالت الٰہیہ میں حاضر ہوگی اس سے پوچھا

جائیگا تو نے نماز کیوں نہیں پڑھی یہ عورت جواب میں عرض کریگی الٰہی مجھے اپنے خاوند کے کام دھندے سے فرصت نہ ہوتی تھی۔ اور اس کے خوف کی وجہ سے یہ فریضہ ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ حکم ہوگا فرعون کی بیوی آسیہؓ کو حاضر کرو۔ حضرت آسیہؓ حاضر ہوں گی تو اس بے نماز عورت سے ارشاد ہوگا کہ تیرا خاوند زیادہ ظالم تھا یا آسیہؓ کا خاوند فرعون زیادہ ظالم تھا۔ یہ بے نماز عورت جواب دے گی اے اللہ! فرعون زیادہ ظالم تھا۔ ارشاد ہوگا۔ دیکھو آسیہؓ ایسے ظالم جابر کی عورت تھی اور کیسی عبادت گزار تھی اگر کسی خاوند کا ظلم کسی کو نماز سے روکتا تو آسیہؓ کو ضرور روکتا۔ اے بے نمازی عورت خاوند کا عذر غلط ہے تو خود غافل تھی اور غفلت کی وجہ سے تو نے نماز نہیں پڑھی۔ فرشتو! لیجاؤ اس کو بھی جہنم میں داخل کردو۔ (تفسیر روح البیان)

شیطان کی طرح ہر دو بنانیوالے دو کام

ایک صاحب نے شیطان کو دیکھا اور شیطان سے انھوں نے دریافت کیا کہ حضور مجھے ایسا کام تلقین فرمائیے جس سے میں آپ کی طرح بن جاؤں اور صحیح معنوں میں آپ کا چیلہ بن جاؤں شیطان حیرت سے کہنے لگا کہ یہ عجیب و غریب درخواست آج تک تو کسی نے مجھ سے کی نہیں۔ آخر تم پوچھ کر کیا کروگے۔ ان صاحب نے کہا کہ حضور دل سے مجبور ہوں جی چاہتا ہے کہ آپ جیسا بن جاؤں۔ شیطان نے کہا اگر واقعی مجھ جیسا بننے کی خواہش اور آرزو رکھتے ہو تو دو کام کرنا

اول نماز چھوڑ دو، دوسرے جھوٹی سچی قسمیں خوب کھایا کرو اور قسم کھانے میں کوئی پرواہ نہ کرو۔ بس ان دو کاموں کے بعد تجھ میں اور مجھ میں کوئی فرق نہ رہے گا۔ اور اپنے گرو کا حقیقی چیلہ صرف تو ہی ہوگا۔ وہ بزرگ شیطان کی یہ ہدایت سن کر بولے خدا کی قسم یہ ہی دونوں کام ساری عمر نہ کروں گا۔ شیطان نے یہ قسم سن کر کہا میاں آج تک تو میں نے دنیا کو دھوکہ دیا لیکن تم تو میرے بھی استاد نکلے اور مجھے بھی دھوکا دے گئے اب میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ اپنے دل کی بات کسی سے نہیں کہوں گا۔ اور نہ ہی کسی کے دھوکہ میں آؤں گا۔

(تنبیہ ابو اللیث سمرقندی)

کس قدر خوف کا مقام ہے کہ شیطان نے اللہ کی ستر ہزار برس عبادت کی اور اللہ کے ایک حکم کی خلاف ورزی یعنی آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ملعون و مردود ہوا تو اس شخص کا کیا انجام ہوگا جو اللہ کے ایک دو حکم نہیں بلکہ کئی سو دفعہ کے متواتر حکموں کو نہ مانے پھر وہاں پر سجدہ آدم علیہ السلام کو تھا۔ یہاں نمازی کو خاص الخاص رب العزت کے لئے سجدہ کا حکم ہے پھر شیطان نے ایک سجدہ چھوڑا اور بے نمازی کس قدر سجدوں کو چھوڑتا ہے اس کو جس قدر بھی سزا دی جائے تھوڑی ہے اور اس لحاظ سے مجالس الابرار کی وہ نقل جس میں بے نمازی کی سزا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جو شخص ایک وقت کی نماز چھوڑ دیتا ہے اسکی سزا دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس تک جہنم میں جلنا ہے اچھی طرح سمجھ میں

آجاتی ہے مگر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بدولت اور کچھ سہولت ملجائے اور سزا میں تخفیف کردی جائے تو اللہ کی شان رحیمی سے کوئی بعید نہیں گویا کہ ایک نماز چھوڑنے کی سزا یہاں تک ہوسکتی ہے۔ لیکن اتنی سزا دینا اللہ کی رحمت سے بعید ہے۔ مثلاً ایک جرم کی سزا تعزیرات ہند میں اس طرح لکھی ہے ۶ ماہ سے سال بھر تک یا پچاس سے دوسو روپے تک جرمانہ لیکن مجسٹریٹ کم سے کم سزا دیدے تو یہ اس کے اختیارات ہیں اور زیادہ سے زیادہ سزا دیدے تو یہ بھی اس کے اختیارات ہیں۔

ارکان نماز کی شرعی فلاسفی

سوال۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج کے لئے تشریف لے گئے اس وقت اللہ تعالےٰ نے پچاس نمازیں فرض کیں اور آپ اس حکم کو لے کر واپس تشریف لے آئے راستہ میں حضرت موسیٰؑ سے ملاقات ہوئی۔ موسیٰؑ نے دریافت کیا فرمایئے بارگاہ خداوندی سے کیا حکم ہوا؟ آپ نے فرمایا دن رات میں پچاس نمازیں پڑھنے کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا آپ واپس تشریف لے جایئے۔ ایک دن میں پچاس نمازیں کس طرح ادا ہوں گی جبکہ بنی اسرائیل سے دو نمازیں ادا نہ ہوسکیں۔ یہ سن کر حضورؐ دوبارہ اسی مقام پر جہاں نمازیں فرض ہوئی تھیں تشریف لے گئے اور آخرکار کئی مرتبہ کے آنے جانے اور موسیٰ علیہ السلام کے بار بار فرمانے پر پچاس سے پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔ تو کیا موسیٰ علیہ السلام ہمارے پیغمبر حضرت

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تجربہ کار رکھتے جوان کے سمجھانے
سے آپ کی سمجھ میں آیا؟

جواب - نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰؑ
کی اس وقت ایسی حالت تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محو دیدار و تجلی
الٰہی تھے جو ہر ایک طرح سے انسان کو محو اور بےخود بنا دیتی ہے اور موسیٰؑ
اس وقت اس خاص قرب اور تجلی سے دور تھے۔ ان ہی حضرت موسیٰؑ
کا واقعہ ہے کہ جب رب العزت نے اپنی تجلی کوہ طور پر ڈالی تو طور کو
ٹکڑے ٹکڑے اور ریزہ ریزہ کر دیا اور حضرت موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر گئے
فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ جب یوسف
علیہ السلام کو عورتوں نے دیکھا تو ان کے دیدار اور حسن کی تاب نہ لا کر
ایسی بے حواس ہو گئیں کہ بجائے پھلوں کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ فَلَمَّا
سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّ
اٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ
فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ (سورہ یوسف پارہ ۱۲)
جب زلیخا کو معلوم ہوا کہ مصر کی عورتیں مجھے بدنام کر رہی ہیں دعوت
کے بہانہ سے ان کو اپنے گھر بلایا۔ جب وہ آکر اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئیں تو
دستر خوان چنا گیا اور اس پہ پھل چن کر ہر ایک کے ہاتھ میں چاقو دیدیئے
کہ خود چھیلو اور پھانکیں بنا کر کھاؤ اس کے بعد حضرت یوسفؑ جو اس
وقت تک زلیخا کے غلام تھے ان کو آواز دی کہ یہاں آؤ پس یوسفؑ

کے حسن کو دیکھنا تھا اور عورتوں کا بدحواس ہونا تھا اور ان کی بدحواسی اور بے خودی یہاں تک بڑھ گئی کہ بجائے پھلوں کے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تو جب پہاڑ تجلی الٰہی کی برداشت نہ کر سکے اور موسیٰ اس کی تجلی نہیں بلکہ تجلی والے پہاڑ کو دیکھ کر بے ہوش ہو جائیں یوسف علیہ السلام کے حسن کو دیکھ کر عورتیں محو اور بے خود ہو جائیں اور بجائے پھلوں کے ہاتھ کاٹ ڈالیں تو کیا ٹھکانا ہے اس نورانی ذات کی قوت کا جو جناب باری کا دیدار دور سے نہیں بلکہ نزدیک سے کرے وہ تو جس قدر بھی محو اور بے خود ہوتے اتنا ہی کم تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) دوسرے دیدار محبوب تھا جب کہ حضرت ادھم نے سمندر خالی کرنے پر بھی کمر باندھی تو آنحضرت کو پچاس تو پچاس اگر خدا کی طرف سے پچاس ہزار نمازوں کا بھی حکم ہوتا تو عشق و محبت کے قاعدہ کے موافق آپ اس کو بسر و چشم قبول فرماتے لیکن جب پچاس نمازیں قبول کر کے حضرت موسیٰ کے پاس واپس تشریف لائے تو حضرت موسیٰ پر شریعت کا اثر طاری تھا۔ اور آپ پر سے تجلی الٰہی کا اثر بھی کچھ کم ہو چکا تھا۔ ادھر موسیٰ نے آپ پر اپنا اثر ڈالا تب آپ نے سمجھا کہ میں اس وقت محو تجلی تھا۔ ساری امت تو اس طرح محو تجلی نہ ہوگی وہ کس طرح اتنے بڑے کام کو انجام دے گی۔ آپ امت کی آسانی کی خاطر دوبارہ نمازوں کی کمی کرانے کے لئے دربار الٰہی میں حاضر ہوئے اور کئی دفعہ کے آنے جانے میں پچاس کے بجائے پانچ نمازوں پہ بات ٹھہر گئی۔

سوال - پینتالیس کیوں معاف ہوئیں اور پانچ کیوں باقی رہیں چار باقی رہتیں یا چھ؟

جواب - (۱) ایک طرف تو یہ بات کہ خدا کے فرمان اور قانون میں تبدیلی نہیں ہوگی۔

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ (سورۂ ق پ۲۶) ہماری بات بدلی نہیں جاتی۔

اور دوسری طرف اپنے حبیب کی خاطر مقصود تھی تو اللہ تعالیٰ نے

مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا (سورۂ انعام پ۸) جو شخص ایک نیکی کرے گا اسکو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔

کے قانون پر نظر فرماتے ہوئے اپنی رحمت اور آپ کی شفاعت کی وجہ سے اپنے بندوں کی تکلیف اور مشقت میں کمی کردی بظاہر پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا مگر لکھنے میں پچاس کا ثواب دیدیا یعنی حکم میں پانچ اور ثواب میں پچاس کی پچاس ہی قایم رہیں اور مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ کا قانون بھی اپنی جگہ قائم رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست بھی قبول فرمائی گئی۔

جواب - (۲) پانچ اور پچاس میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اور اللہ کی نقطہ نوازی کی صفت بھی مشہور ہے۔ اس کو یہاں پر ظاہر کردیا۔ ایک نقطہ اٹھالیا لاکھوں انسان نمازی ہو کر جنت میں پہنچ گئے۔ اگر یہ نقطہ نہ ہٹایا جاتا تو لاکھوں انسانوں میں ایک یا دو ہی نمازی نکلتے اس نقطہ کو ہٹا کر ہزاروں لاکھوں کی بخشش کا سامان کردیا اور ان کی

گردنوں سے بہت بڑا بوجھ اٹھا لیا اور جب پانچ نمازیں رب العالمین کے دربار میں پہنچیں پھر وہی رحمت کا نقطہ ملا کر پانچ کو پچاس بنا دیا جو نقطہ پہلے وبال جان تھا اب وہی نقطہ راحت جان ہو گیا۔

یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَلَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ (بقرہ پ۲) — خدا تم کو آسانی میں رکھنا چاہتا ہے اور تنگی میں ڈالنا نہیں چاہتا۔

جواب (۳) ظاہری چیزیں معلوم کرنے کے لئے انسان میں پانچ طاقتیں ہیں (پہلی) دیکھنے والی طاقت یعنی آنکھ دوسری خوشبو یا بدبو سونگھنے والی طاقت یعنی ناک۔ تیسری ذائقہ چکھنے والی قوت یعنی زبان۔ چوتھی اچھی یا بری آوازیں سننے والی طاقت یعنی کان۔ پانچویں گرمی و سردی کی پہچاننے والی طاقت یعنی انسان کا بدن خداوند تعالیٰ نے ان پانچوں طاقتوں کے مقابلہ میں پانچ نمازیں فرض فرمائیں۔

جواب (۴) اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو دنیا میں پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے اس کو جان بخشی اور پھر اس کی ضرورت کی سب سے بڑی پانچ نعمتیں عطا فرمائیں (۱) کھانے پینے کی چیزیں (۲) گرم و سرد لباس (۳) رہائش کے لئے مکان۔ (۴) خدمت کے لئے بیوی نوکر وغیرہ (۵) سفر کے لئے سواری۔ جان کا شکریہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار ہے اور زندگی کے بعد ان پانچوں نعمتوں کا شکریہ پانچ نمازیں مقرر کیں تو جو شخص پانچ وقت نماز پڑھتا ہے وہ ان پانچ نعمتوں کا شکریہ ادا کرتا ہے اور جو جان بوجھ کر

نماز نہیں پڑھتا وہ کافر یعنی ناشکرا ہے۔

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ۔ (حدیث)
جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی تحقیق اس نے کفر اور ناشکری کی۔

جواب (۵) انسان کی ساری زندگی پانچ حالتوں میں گذر جاتی ہے۔ لیٹنے۔ بیٹھنے کھڑے ہونے، سونے، جاگنے میں اور ان پانچوں حالتوں میں بندہ پر اللہ کی رحمتیں اور نعمتیں ہر وقت بارش کی طرح برستی رہتی ہیں جن کا شمار کرنا بھی انسان کی قوت اور طاقت سے خارج ہے۔ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اور جب انسان ان کو شمار بھی نہیں کر سکتا تو ان کا شکریہ پوری طرح کیسے ادا کر سکتا تھا اس لئے اللہ نے اپنی رحمت سے پانچوں حالتوں کی تمام نعمتوں کا شکریہ پانچوں نمازوں میں رکھ دیا اور پانچ نمازیں فرض کر دیں۔ گویا کہ جس نے پانچوں نمازیں پڑھ لیں اس نے اپنی ہر حالت اور خدا کی ہر نعمت کا شکریہ ادا کر دیا۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ خدا تم پر آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا۔

جواب (۶) دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد انسان پر پانچ مصیبتیں آتی ہیں۔ موت، قبر، پل صراط، بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملنا۔ جنت کا دروازہ بند ہونا۔ خداوند کریم نے ان پانچ مصیبتوں کے رفع کرنے کے لئے یہ پانچ نمازیں فرض فرمائیں۔

من حافظ علی الصلوٰۃ اکرمہ جس نے پانچوں نمازیں ادا کیں اللہ تعالیٰ

الله بخمس خصال یرفع عنه	اس کو پانچ چیزیں عنایت فرمائیگا
ضیق الموت وعذاب القبر	(۱) موت کی سختی سے بچائے گا۔ (۲)
ویعطیه الله کتابه بیمینه	قبر کی تنگی اور عذاب سے محفوظ رکھیگا
ویمر علی الصراط کالبرق	(۳) نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ
ویدخل الجنة بغیر حساب۔	میں دیگا۔ (۴) پل صراط پر سے بجلی کی
(زواجر ابن حجر مکی)	طرح سے گذر جائیگا۔ (۵) جنت میں
	بلا حساب داخل ہوگا۔

سوال (۳) ان پانچوں نمازوں کے لئے علیحدہ علیحدہ خاص اوقات ظہر عصر مغرب عشا فجر ہی کیوں مقرر ہوئے۔

جواب (۱) ظہر کا وقت اس لئے مقرر کیا گیا کہ دنیا میں سورج بہت بڑا روشن کرہ ہے۔ مشرک سورج پرست اس کو پوجتے ہیں اور سورج طلوع ہونے سے اس کی پوجا شروع ہو جاتی ہے اور یہ سورج دوپہر تک روشن ہوتا چڑھتا اور اس کی تمازت (تیزی) بڑھتی چلی جاتی ہے لیکن دوپہر کے بعد ڈھلنے لگتا ہے اور اس کا غرور اور تیزی گھٹنی شروع ہو جاتی ہے اور اس کا گھٹنا اور ڈھلنا ہی اس کے فانی ہونے کی نشانی ہے۔ جب سورج ڈھل گیا تو گویا کہ خدا کے بزرگ نے اپنے بندوں کو حکم دیا کہ اے لوگو! صبح سے دوپہر تک باطل خدا یعنی سورج کی مشرکین نے پوجا کی۔ اے ہمارے پوجنے والو تم کہاں ہو آؤ اور ہمیشہ ہمیشہ ایک حالت پر رہنے والے خدا کی پوجا کرو۔ اور مشرکین کے

مقابلہ میں ظہر کی نماز پڑھو۔ ان مشرکوں پر سورج پرستی سے غضب نازل ہوگا اور تم پر نماز کی وجہ سے رحمت نازل ہوگی۔

جواب (۲) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب غار سے باہر نکلے تو بچپن ہی میں فطری طور پر حقیقی معبود کی تلاش کی تڑپ دل میں موجود تھی۔ چنانچہ رات کے وقت چمکدار ستارے دیکھ کر بے ساختہ کہنے لگے یہ میرے رب ہیں۔ مگر جب وہ چھپ گئے تو فرمایا کہ چھپنے والے اور فانی سے میں محبت نہیں رکھتا۔ اس کے بعد چاند نکلا اس کی روشنی ستاروں سے بڑھی ہوئی تھی اس کو دیکھ کر کہنے لگے میرا خدا یہ ہے مگر صبح کے وقت اس کا نور بھی غائب ہو گیا۔ افسوس کے ساتھ کہنے لگے اگر اب میرے رب نے میری دستگیری نہ فرمائی تو میں یقیناً گمراہ ہو جاؤں گا صبح کے بعد جب سورج نکلا تو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے بس میرا رب یہ ہی ہے اور یہ سب سے بڑا بھی ہے لیکن جب وہ بھی ڈھلنے لگا اور اس کی روشنی ہلکی ہونے لگی تو کہنے لگے میں شرک سے بیزار ہوں اور میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کر لیا جس نے زمین و آسمان پیدا کئے۔ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝ الخ (پ) رب العزت کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ بات بہت پسند آئی جس طرح ان کی قربانی اور حضرت ہاجرہ کی صفا مروہ پر پانی کے لئے دوڑ اور انصار و مہاجرین کا سینہ نکال کر ہاتھ ہلاتے ہوئے طواف کرنا پسند آگیا۔ اسی طرح اس موحد اعظم ابراہیمؑ کی یادگار میں

سورج ڈھلنے کے بعد نماز ظہر فرض قرار دی گئی تاکہ ظہر کی نماز پڑھنے والوں کا حشر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہو قیامت میں حضرت ابراہیمؑ کے ہمراہ وہی لوگ ہوں گے جو آپ کا اتباع اور تابعداری کریں گے۔

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ (پ۳ آل عمران)

جواب (۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے اتنے میں یہودیوں کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی اے محمدؐ ہم آپ کی خدمت میں کچھ ایسی باتیں پوچھنے آئے ہیں جن کو جلیل القدر پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں بتا سکتا حضورؐ نے فرمایا پوچھو۔

یہود۔ اے محمدؐ! آپ کی اُمت پر رات دن میں پانچ نمازیں کیوں فرض ہوئیں اور ان کے لئے یہ ہی پانچ اوقات کیوں مقرر ہوئے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے یہود! ظہر کی نماز میں یہ حکمت ہے کہ اس وقت فرشتے آسمان پر تسبیح کرتے ہیں اور اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اس وقت میں دعا قبول کی جاتی ہے اس لئے اللہ تعالے نے اس وقت کی نماز فرض کردی تاکہ ملایک کا ساتھ میسر ہو جائے اور ان کی دعائیں قبول ہو جائیں اور ان کے اعمال آسمان پر جلد پہنچ جائیں جو شخص ظہر کی نماز پڑھے گا حق تعالیٰ اُس کے جسم کو آگ پر حرام کرے گا اور وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ (مجالس سنیہ)

نوٹ:۔ اس حدیث کو اگر کوئی صاحب کتب صحاح میں پائیں تو

مہربانی فرما کر مجھے اطلاع دیں۔

س۔ نماز کیلئے عصر کا وقت کیوں مقرر ہوا؟

جواب (۱) عصر کے وقت حضرت آدم علیہ السلام نے وہ درخت کھایا تھا جس سے اللہ تعالیٰ نے انکو ممانعت کی تھی اور اس کے کھانے کے سبب آپ برہنہ یعنی (ننگے) ہو گئے اور عتاب الٰہی میں مبتلا ہو کر جنت سے نکالے گئے اور دنیا کے قیدخانہ میں پھینک دئے گئے اور یہ جو کچھ ہوا عصر کے وقت ہوا کیونکہ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے درخت ممنوعہ کھا کر خدا کو ناراض کیا تھا اس کے مقابلہ میں امت محمدیہ کو ہر[1] طرح کے کھانے پینے سے منع کر دیا اور تھوڑی دیر کے لئے نماز میں مشغول کر کے روزہ دار کی طرح کر دیا تاکہ خدا کی رضامندی حاصل کر کے رحمت و انعام کی مستحق ہو جائے۔ حضرت آدم علیہ السلام اپنی بیوی حضرت حوا سے کلام کر کے دھوکہ میں آ گئے اس کے مقابلہ میں اس امت پر اس وقت میں بیوی سے ہی نہیں بلکہ سارے جہان سے کلام کرنا حرام اور منع فرما دیا۔ آدمؑ اللہ کی نافرمانی کر کے دانہ کھا کر بیوی کی باتوں میں آ کر کیسی حیرانی کو پہنچے جنت سے نکالے گئے اور دنیا کے قیدخانہ میں ڈالے گئے اور یہ امت اس وقت میں فرماں برداری کر کے نماز پڑھ کر دانہ پانی چھوڑ کر غیروں سے باتیں ترک کر کے مقبول بارگاہ ہو کر جنت میں داخل ہو جائے۔

---

[1] صرف چار رکعت میں (نماز کی حالت میں)۔

جواب (۲) حضرت یونس علیہ السلام کو خدا نے چار اندھیروں میں قید کیا (۱) دریا کا اندھیرا (۲) مچھلی کے پیٹ کی تاریکی اس کا اندھیرا (۳) اس مچھلی کو اس سے بڑی مچھلی نے ثابت نگل لیا اس کی تاریکی اور اندھیرا (۴) رات کا اندھیرا۔ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۝ حضرت یونس علیہ السلام نے ان تاریکیوں اور اندھیروں سے گھبرا کر مچھلی کے پیٹ میں تسبیح لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ پڑھنی شروع کردی۔ اس آیت کریمہ کے پڑھنے کا یہ اثر ہوا کہ مچھلی کو حکم ہوا کہ بہت جلد یونس کو زمین پر چھوڑ آ۔ قرآن کہتا ہے۔ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ اگر وہ تسبیح نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔ چنانچہ مچھلی نے آپ کو خشکی پر ڈال دیا فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِیْمٌ ۝ اور یہ وقت عصر کا تھا اور حضرت یونسؑ نے ان چاروں اندھیروں سے نجات پانے کے شکریہ میں چار رکعتا پڑھی تھیں تو اللہ تعالیٰ نے اس امت پر بھی اسی وقت میں یہ چار رکعتیں کردیں تاکہ یونسؑ کی مصیبت کو یاد رکھیں اور اللہ کے نام اور اس کی تسبیح قوت کا خیال رکھیں اور نماز کی برکت سے یونس کی طرح ہر طرح کی تا[illegible] اور مصیبت سے محفوظ رہیں۔

جواب (۳) خدا تعالیٰ نے ہر آدمی کے لئے مرنے کے بعد قبر او برزخ کا سوال مقرر کیا ہے اور مردہ کے لئے یہ وقت بہت مشکل اور کٹھن تھا اور نہایت ہی عاجزی اور بیکسی کا موقعہ تھا خدا وند کریم نے اپنے

بندوں سے یہ مشکل اس طرح سے دور فرمائی کہ ان پر عصر کی نماز فرض کر دی کیونکہ قبر میں جب مردہ کے اندر دوبارہ جان ڈالی جائے گی اور اس کو زندہ کیا جائے گا تو اس کو یہ ہی معلوم ہوگا کہ عصر کا جاتا ہوا وقت ہے اور سورج چھپنے کے قریب ہے۔ ادھر منکر نکیر نہایت تیزی اور ڈراؤنی شکل میں آکر اس سے سوال کریں گے کہ تیرا رب کون ہے۔ اور نمازی شخص نماز کی فکر میں ایسا مستغرق اور مشغول ہوگا کہ اس کو منکر نکیر کے سوال کی کچھ پرواہ بھی نہ ہوگی اور اس کو ان سے کسی قسم کا کوئی خوف و ہراس بھی نہ ہوگا پس خدا نے عصر کی نماز اس حکمت سے فرض کی تا کہ مسلمان اس وقت نماز کا عادی رہے اور قبر کے سوال کے وقت صرف نماز ہی یاد رہے اور اس کا دل نماز ہی کی طرف متوجہ رہے اور منکر نکیر کی آواز کی طرف چنداں دھیان بھی نہ کرے بلکہ وہ نماز ہی نماز پکارتا رہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اس جہان کی زندگی میں صدہا اوقات ایسے گذر گئے اور اب بھی ہوتے رہتے ہیں کہ کسی مرغوب شئے کے شغل میں لگ کر اس کے سوا کسی چیز کی بھی خبر نہیں ہوتی۔

قصہ امام محمدؒ امام محمدؒ کا قصہ اس طرح لکھا ہے کہ کسی سڑک کے کنارے بیٹھے ہوئے کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے اسی اثنا میں ایک شاندار بارات گذری جس کے ساتھ شان و شوکت کے باجے گاجے بھی تھے امام صاحب کو اس بارات کا بالکل بھی پتہ نہیں چلا اور برابر اپنے مطالعہ میں مشغول رہے تھوڑی دیر کے بعد جب آدمی جو بارات کے پیچھے

رہ گئے تھے امام صاحبؒ کے پاس آئے۔ آپ اسی جگہ بیٹھے ہوئے تھے
ان لوگوں نے آپ سے بارات کی بابت دریافت کیا کہ یہاں سے کوئی
بارات تو نہیں گذری؟ آپ نے فرمایا مجھے کوئی خبر نہیں البتہ اتنا ضرور
جانتا ہوں کہ میری کتاب پر اچانک گروہ پڑ گیا تھا اور وہ میں نے پھونک
مار کر اڑا دیا تھا اور اس سے زیادہ مجھے کوئی خبر نہیں۔

ایک طالب علم کا قصہ

مشہور ہے کہ ایک طالب علم کسی دوکان پر رات کے وقت چراغ کی روشنی میں
کتاب دیکھ رہے تھے اتنے میں بادشاہ کا جلوس (سواری نکلی) اس میں
مشعلیں روشن تھیں یہ طالب علم ان مشعلوں کے پیچھے پیچھے کتاب دیکھتے
ہوئے چلے گئے۔ جب سواری شاہی محل کے نزدیک پہنچی تو یہ طالب علم بھی
ساتھ ساتھ جانے لگے شاہی ملازموں نے چاہا کہ اس کو روک دیں لیکن
بادشاہ نے اشارے سے منع کر دیا کہ دیکھو تو سہی کہاں تک جاتا ہے
آخر کار یہ طالب علم مطالعہ کرتے کرتے ان مشعلوں کے پیچھے پیچھے محل
کے اندر پہنچ گئے اور وہاں بھی برابر کتاب کا مطالعہ کرتے رہے۔ جب
مطالعہ ختم کر چکے تو نظر اٹھا کر دیکھتے ہیں کہ میں شاہی محل کے اندر ہوں
اور بادشاہ بھی موجود ہیں۔ بہت گھبرائے۔ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے۔ بلا اجازت
شاہی محل میں گھس جانا کوئی معمولی بات ہے۔ یہ دیکھ کر بادشاہ نے
کہا کہ مولوی صاحب آپ گھبرائیے نہیں بلکہ اگر آپ کا کوئی مطلب ہو تو
بیان کیجیے۔ جو کچھ آپ فرمائیں گے اس کو ہم پورا کریں گے۔ طالب علم

کہا کہ جناب مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں البتہ تیل نہ ہونے کی وجہ سے مطالعہ دیکھنے میں مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ بنیئے کی دوکان پر جاکر اس کے چراغ کی روشنی میں مطالعہ کرلیتا ہوں اور جب بعض دفعہ وہ جلدی دوکان بند کردیتا ہے اور میرا مطالعہ باقی رہ جاتا ہے تو مجھے بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے، آپ مہربانی فرماکر بنیئے سے فرمادیں کہ وہ مطالعہ کے لئے مجھے تیل دیدیا کرے۔

مشکوٰۃ کی حدیث میں حضرت عثمانؓ کا قصہ آتا ہے کہ ایک دفعہ وہ بیٹھے ہوئے تھے حضرت عمرؓ تشریف لائے اور حضرت عثمانؓ کو سلام کیا حضرت عثمانؓ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں جاکر ان کی شکایت کی کہ عثمانؓ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کو اپنے ہمراہ لائے اور حضرت عثمانؓ سے سلام کے جواب نہ دینے کا سبب دریافت فرمایا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا مجھے تو عمرؓ نے سلام نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے انکو سلام کیا لیکن یہ کچھ سوچ رہے تھے اور انھوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ اس وقت حضرت عثمانؓ نے فرمایا واللہ میں نجات کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اور مجھے عمرؓ کے سلام کی بالکل خبر نہیں ہوئی تب اس کی ابوبکرؓ نے تصدیق فرمائی۔ (مشکوٰۃ شریف)

قبر کی زندگی کا فلسفہ

خدائے برتر نے ایک چیز میں حیات (یعنی زندگی) کا مادہ رکھا ہے لیکن

اس حیات کے ظاہر ہونے کے لئے پانی، ہوا وغیرہ کو سبب خاص بنایا ہے اور جب بھی وہ خاص سبب اس قدرتی مادہ حیات کے ساتھ ملیگا۔ وہ قدرتی مادہ فوراً زندہ ہوگا۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ مثلاً انڈے میں حیات کا مادہ موجود ہے اور اس کو اپنی حیات کے لئے ایک بہت ہلکے درجہ کی حرارت کی ضرورت ہوئی۔ چنانچہ جس وقت وہ خاص حرارت جانور کے پروں کے ذریعہ یا مشین کے ذریعہ پوری کردی جاتی ہے تو وہی انڈا جو اس سے پہلے بالکل مردہ تھا اور بظاہر کوئی حیات اس میں معلوم نہیں ہوتی تھی۔ اب بچہ نکلکر چوں چوں کرتا پھرتا ہے۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ ؕ اور یہ مردہ انسان تو ایک عرصہ دراز تک حیات اور زندہ رہ چکا ہے اور اس میں ہر طرح کی حیات کی مناسبت بھی موجود ہے۔ جب قبر میں دفن ہوا خدا نے زمین سے ایک خاص حرارت ایسی عطا کی جس کے سبب مردہ زندہ ہوگیا اور اتنی دیر تک زندہ رہا کہ نکیرین کے سوال کا جواب وغیرہ دے سکے مگر پھر ہوا کے موجود نہ ہونے کے باعث اس کی یہ خاص حیات کا سلسلہ تا دیر نہ رہ سکا اور قیامت تک کے لئے پھر سلا دیا گیا۔ غرضیکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہیں داخل ہوگا جہنم میں جس نے صبح اور عصر کی نماز پڑھی۔ (مسلم شریف)

مغرب کے وقت نماز مقرر کرنے کی کیا وجہ؟

جواب (۱) مغرب کے وقت جب حضرت آدم علیہ السلام کا سجدہ اور آپ کی توبہ قبول ہوئی تو آپ نے اس کے شکریہ میں نماز

رہی تھی۔ اور کیونکہ آدمؑ کی معافی ان پر اور انکی تمام اولاد پر بہت بڑا احسان تھا جس کا شکریہ آدم علیہ السلام کی طرح ان کی تمام اولاد پر بھی ضروری ہوا اور مغرب کی نماز فرض کر دی گئی۔

جواب (۲) حضرت یعقوب علیہ السلام چالیس یا اسی سال تک فراق یوسفؑ میں بے چین و بیقرار رہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا رحم فرمایا اور قاصد حضرت یوسفؑ کا کرتہ لے کر ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کرتہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرہ پر ڈالا گیا اس کی یہ تاثیر ہوئی کہ آپ کی گئی ہوئی بینائی واپس آگئی اور سارا غم دور ہو گیا۔ حضرت یعقوبؑ نے قاصد سے یہ دریافت کیا کہ یوسفؑ کی خیریت تو پھر بتا تو پہلے یہ بتا کہ تو نے میرے یوسفؑ کو کس دین پر چھوڑا اس نے مذہب تو نہیں بدلا اس نے کہا نہیں بلکہ وہ ابراہیمیؑ دین پر ہی قائم ہیں۔ تب حضرت یعقوبؑ نے اس کے شکریہ میں تین رکعتیں پڑھیں۔ ایک اپنی بینائی کے واپس آنے کا شکریہ (۲) حضرت یوسفؑ کے زندہ رہنے کا شکریہ (۳) تیسری رکعت یوسفؑ کے دین ابراہیمیؑ پر قائم رہنے کا شکریہ اور ان کے اتباع میں امت مرحومہ پر بھی یہ نماز فرض کر دی گئی۔ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ (پ) پہلے پیغمبروں کے لائے ہوئے اصول کی آپ بھی تبلیغ کیجیے۔

جواب (۳) مغرب کے وقت روشن دن ختم ہوا سورج کے غروب کے بعد کالی رات آئی جو ہزاروں موذی جانوروں بلاؤں اور خبیث جنات کے نکلنے کا وقت ہے اسی بنا پر حضورؐ نے شام کے بعد بچوں کو باہر نکلنے

کی ممانعت فرما دی تاکہ ان کے اثرات سے محفوظ رہیں گویا کہ دن ختم ہوا اور ہزاروں آفتیں آنی شروع ہوئیں۔ ادھر باوجود دیکھ دونوں آنکھیں موجود ہیں لیکن تاوقتیکہ کوئی اور روشنی نہ ہو دونوں بیکار ہیں حفاظت کے تمام ذرائع مفقود اور ناپید ہیں ان حالات میں حافظ حقیقی ہی کی حفاظت کافی ہو سکتی تھی اور اس کی حفاظت حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ نماز ہے۔ مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ (حدیث) تاکہ نماز پڑھ کر اس کے نام کی برکت سے تمام رات ہر قسم کی تکلیفوں سے اور مصیبتوں سے محفوظ

جواب (۴) دن بھر کی تمام نعمتیں شام کو ختم ہوئیں اس صورت میں لازم تو یہ تھا کہ دن بھر کی ساری نعمتوں کا شکریہ علیحدہ علیحدہ ادا کیا جاتا لیکن باری تعالیٰ کے انعامات اس قدر ان گنت ہیں کہ ان کا شکریہ تو بجائے خود رہا ان کا شمار کرنا ہی انسانی طاقت سے باہر تھا۔ اس لئے جب پورا دن انعامات اور رحمتوں کی بارش برسا کر رخصت ہو گیا او ر اعتبار ہر ایک شے کے خاتمہ اور آخر کا ہوتا ہے، اگر ان کے ختم ہونے پر نماز پڑھ لی گئی تو تمام دن کی پوری پوری نعمتوں کا شکریہ ادا ہو گیا۔

سوال: عشاء کی نماز فرض ہونے کی کیا وجہ؟

جواب (۱) موسیٰ علیہ السلام سارے دن چار فکروں میں مبتلا رہے (۱) اپنا دریائے نیل سے صحیح سالم پار ہونے کا فکر (۲) اپنی قوم کا صحیح سالم دریا کو عبور کرنے کا فکر (۳) فرعون سے نجات پانے کا فکر (۴) دشمن کی تباہی یعنی فرعون اور اس

لشکر کے غارت ہونے کا فکر عشاء کے وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ان چاروں فکروں سے نجات بھی دیدی اور فرعون مع اپنے لشکر کے اسی دریا میں غرق بھی کر دیا گیا۔ وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ۔ ان چاروں غموں کے دور ہونے کے بعد اللہ کے شکریہ میں عشاء کے وقت حضرت موسیٰؑ نے چار رکعتیں ادا کیں۔ اور وہی شکریہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ پر بھی ضروری قرار دیا تاکہ باطل کے مقابلہ میں حق کی کامیابی پر یہ لوگ بھی اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے رہا کریں۔ کیونکہ ہر کامیابی حقیقتہً اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور انسان اپنی قوت سے کسی کامیابی کو حاصل نہیں کر سکتا۔

جواب (۲) حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کا شرف عین عشاء کے وقت حاصل ہوا تھا۔ مگر وہ خاص قسم کی معراج تو حضور کے ساتھ مخصوص تھی لیکن اس کی یادگار نقل اور روحانی معراج یعنی نماز تمام مسلمانوں کے حصے میں آئی اس لئے اصل اور نقل میں مناسبت کے لئے روحانی معراج کے لئے بھی عشاء کا وقت مقرر ہوا۔ کیونکہ اولیٰ تو مبارک اعمال کے اوقات بھی بابرکت ہوتے ہیں دوسرے وقت کی مطابقت کی وجہ سے پوری یادگار بھی قائم رہتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے وقت آسمانوں پر تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر اللہ سے ملاقات کی۔ اور آپ کی امت بجائے آسمانوں کے مسجدوں میں پہنچ کر اپنے رب کی زیارت سے روحانی طور پر شرف اندوز ہوتی ہے۔

اَلصَّلوٰۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ نماز مومنوں کی معراج ہے (حدیث)

جواب (۳) چاروں نمازوں کے اوقات ایسے ہیں کہ ان میں غیر مذاہب کے افراد غیر اللہ کی عبادت بندگی اور پوجا کرتے ہیں اور مسلمانوں کیلیے عشاء کا وقت مخصوص ہے اس وقت میں ہر شخص چاہے وہ کسی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہو کھانے پینے سونے اور تماشہ وغیرہ کے علاوہ خدا کی عبادت اور اس کی بندگی کوئی نہیں کرتا مسلمان اس خاص وقت میں بھی اپنی اصلی ڈیوٹی (فریضہ) جس کے لیے وہ پیدا کئے گئے پوری کرتے ہیں اور خوشی خوشی انجام دیتے ہیں۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ میں نے جن اور انسان کو صرف اسی لئے
اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۵ (پ۲۷) پیدا کیا کہ میری عبادت کریں۔

مسلم شریف میں ایک حدیث نقل کی گئی جس کا ما حصل اور مطلب یہ ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں گھر سے تشریف لانے میں دیر ہوگئی جو لوگ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے آئے تھے وہ دیر کی وجہ سے اونگھنے لگے۔ کچھ دیر بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمانے لگے خوش ہو جاؤ تم ایسی نماز کا انتظار کر رہے ہو جس کا اس وقت تمہارے سوا کسی نے بھی انتظار نہیں کیا اور یہ وقت یعنی عشاء کا خاص کر تم کو ہی عطا ہوا ہے۔ (مسلم شریف)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین پر عشا اور فجر کی نماز سے زیادہ کوئی نماز بھاری نہیں۔ اگر انکو معلوم ہو جائے کہ ان نمازوں کا کتنا بڑا

ثواب ہے تو وہ لوگ گدڑیوں اور گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔ (مسلم شریف)

(سوال) صبح کی نماز کیوں فرض ہوئی؟

جواب (۱) جب آدم علیہ السلام جنت سے دنیا میں تشریف لائے تو رات کی تاریکی اور اندھیرا دیکھ کر رات بھر ڈرتے رہے اور خوف کی وجہ سے تمام رات روتے رہے کیونکہ وہ تو جنت کے رہنے والے تھے انھوں نے رات اور اندھیرا کہاں دیکھا تھا؟ جب صبح ہوئی اور رات کی تاریکی کافور ہوئی تو آپ کی وحشت دور ہوئی آپ نے اسکے شکریہ میں دو رکعتیں ادا کیں حق تعالےٰ نے اس امت پر حضورؐ کے واسطہ سے وہی نماز فرض کر دی تاکہ امت اس کو ادا کرتی رہے اور یہ سمجھا کرے کہ ہمارے دکھ درد کو خوف پریشانی کو خدا ہی دور کرنیوالا ہے۔ حضرت آدمؑ نے رات کی تاریکی سے نجات پاکر شکریہ ادا کیا تھا اور یہ امت قبر اور حشر کی تاریکی کا پہلے سے ہی فدیہ دیتی ہے۔ (نوٹ) شکریہ بعد میں ہوتا ہے اور فدیہ پہلے حضرت آدم علیہ السلام رات کی تکلیف اٹھا چکے تھے اور یہ امت قبر و حشر کی تاریکی سے فدیہ دے کر پہلے ہی محفوظ ہو جائے۔

جواب (۲) صبح کا وقت غافل دنیا داروں کے آرام کا ہے کیونکہ رات میں وہ کھیل تماشوں میں مصروف رہتے ہیں پھر صبح سویرے کیسے اٹھیں اسلئے صبح کی نماز ایسے لوگوں پر نہایت بھاری اور مشکل ہوتی ہے اللہ تعالےٰ نے اپنے نیک بندوں کو بروں سے علیحدہ کرنے کے لئے صبح کی نماز فرض کی تاکہ نمازی آدمی بے نمازیوں کو اسوقت سوتا ہوا چھوڑ نماز پڑھ کر اللہ کی

رحمت اور اس کے خاص فضل کا مستحق ہو جائے پھر جس طرح پر آج یہ لوگ حکم الٰہی کی وجہ سے بے نمازیوں کو سوتا ہوا چھوڑ کر مسجدوں میں چلے گئے تاکہ وہاں پہنچ کر سب مل کر عبادت الٰہی کریں۔ اسی طرح قیامت کے روز نمازی لوگ بے نمازیوں کو روتا ہوا چھوڑ کر جنت میں پہنچکر دیدار الٰہی سے مشرف ہونگے

جواب (۳) صبح کا وقت دیدار الٰہی کے وقت سے خاص مشابہت رکھتا ہے اسلئے اسوقت کی نماز بالخاصہ دیدار الٰہی کی دوا ہوئی کیونکہ جب دیدار کا مشابہ وقت ہم کو مناجات اور دربار کی حاضری کے لئے ملا تو یقیناً اس کے بدلہ میں اصلی دیدار و حاضری بھی نصیب ہوگی۔

انکم سترون ربکم عیانا فان استطعتم ان لا تغلبوا علی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس فافعلوا۔ (بخاری شریف)

اے لوگو! قیامت کے دن تم اپنے رب کی آمنے سامنے ہوکر زیارت کروگے لیکن اللہ کی زیارت کرنے کا مجرب عمل اگر تم سے ہوسکے تو صبح کی نماز ہے اسے کبھی نہ چھوڑنا۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جنت میں نہ رات ہوگی نہ دن۔ لَا یَرَوْنَ فِیْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِیْرًا (پ ۲۹) یعنی جنت میں ایسا نورانی وقت ہوگا جیسے کہ دنیا میں صبح کا وقت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص صبح کو اٹھکر نماز کی طرف جاتا ہے وہ ایمان کے جھنڈے کے ساتھ چلتا ہے اور جو صبح کو اٹھکر بازار کو جاتا ہے وہ شیطان کے جھنڈے کے ساتھ چلتا ہے۔ (ابن ماجہ)

سوال۔ پانچوں نمازوں کی رکعتیں۔ دو، دو، تین، تین، چار، چار کیوں ہیں اس سے کم و بیش کیوں نہیں؟ جواب (۱) انسان کے بدن

ہیں اللہ تعالیٰ نے پانچ حواس ظاہری رکھے ہیں جن پر اسکی زندگی کا لطف اور ذائقہ موقوف ہے اگر یہ حواس نہ ہوتے تو آدمی بالکل گوشت کا لوتھڑا تھا اور ہرگز کسی کام کا نہ تھا۔ آنکھ[1]۔ ناک[2]۔ زبان[3]۔ کان[4]۔ حس[5] (یعنی چھونے کی قوت) اگر یہ حواس نہ ہوتے۔ گرمی سردی کی پہچان۔ بدبو خوشبو کی تمیز اچھی اور بری کا فرق۔ مزہ اور بدمزگی کا امتیاز۔ ہرگز ہرگز اسکو حاصل نہ ہوتا اور رب العالمین کی لاکھوں نعمتوں کو انہی حواس کے ذریعہ ہی سے انسان برتتا اور استعمال کرتا ہے۔ پھر ان نعمتوں کے شکریہ میں حواس کی گنتی کے موافق اللہ تعالےٰ نے پانچ نمازیں فرض کیں۔ ہر ایک حس کے مقابلہ میں ایک ایک نماز فرض کی پھر جس حد تک یہ پانچوں حواس کام کر سکتے تھے اسی حد اور شمار کے موافق ہر ایک نماز کی رکعتیں مقرر فرمائیں۔

قوت حس :- چھونے کی قوت۔ اس سے دو فائدے ہیں۔ گرم چیز کی گرمی معلوم کرنا۔ سرد چیز کی سردی اور ٹھنڈک کا پتہ لگانا۔ اور یہ قوت تمام جسم میں موجود ہے اور کسی خاص عضو کے ساتھ مخصوص نہیں اس کے شکریہ میں صبح کی نماز کی دو رکعتیں ہیں جو تمام رات گذرنے کے بعد آتی ہے۔

شامّہ :- سونگھنے کی قوت۔ ناک۔ یہ قوت چاروں طرف سے کام دیتی ہے اور ہر طرف کی خوشبو بدبو معلوم کر لیتی ہے اس لئے شکریہ میں ظہر کے اندر چار رکعت مقرر ہوئیں۔

ذائقہ :- چکھنے والی قوت زبان چار ذائقہ معلوم کرتی ہے۔ ترش (کھٹا) شیریں (میٹھا) نمکین۔ تلخ (کڑوا) اسلئے عصر میں بھی چار رکعتیں مقرر ہوئیں۔

باصرہ :- دیکھنے والی قوت آنکھیں تین طرف سے دیکھتی ہیں سامنے سے
داہنی جانب سے بائیں طرف سے مگر پیچھے سے کچھ نہیں دیکھ سکتیں اسکے مقابلہ
تین رکعتوں والی نماز مغرب کی فرض کی گئی تاکہ اس کا شکریہ بھی ادا ہو جائے
سامعہ :- سننے کی قوت کان چاروں طرف سے آواز کو سنتے ہیں اور رات
میں بھی ہر طرح کی آواز سن لیتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں عشاء کی نماز میں
چار رکعتیں مقرر کی گئیں تاکہ ان نعمتوں کا شکریہ ادا ہو جائے۔ اگر یہ
نمازیں فرض نہ ہوتیں تو کبھی بھی انسان خدا کی ان سب نعمتوں کے شکریہ
سے عہدہ برآ ہو سکتا تھا۔ بس جو شخص پانچوں وقت کی نماز ادا کرتا ہے
وہ شکر گذار ہے اور جو نماز نہیں پڑھتا وہ شکر گذار نہیں۔

سوال۔ نماز کے اندر سات فرض ؟ (۱) تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر کہنا)
(۲) قیام (کھڑا ہونا) (۳) قرأت (قرآن شریف کا پڑھنا) (۴) رکوع (۵) سجدہ
(۶) اخیر کا قعدہ (۷) سلام۔ کیوں ہیں ؟

جواب (۱) انسان کے جسم کو اللہ تعالیٰ نے سات چیزوں سے بنایا ہے
گوشت، ہڈیاں، خون۔ رگیں۔ اعصاب (پٹھے) مغز (گودا) جلد (کھال)
ان ساتوں چیزوں کے شکریہ میں اللہ تعالیٰ نے ہر رکعت میں سات فرض مقرر
کئے تاکہ جسم کے ہر حصہ کا شکریہ ادا ہو جائے ان اعضائے انسانی میں بڑا اتصال
و اتحاد ہے کہ اگر ایک عضو بھی نہ رہے یا بیمار ہو جائے تو سارے جسم کی صحت
اور تندرستی خراب ہو جاتی ہے اسی طرح نماز میں ان ساتوں فرضوں میں سے کوئی
بھی فرض جان کر ادا نہ کیا یا بھول کر اچھی طرح ادا نہ ہو سکا تو ساری نماز بیکار

یا ناقص ہوجاتی ہے۔

جواب (۲) نماز مجموعہ ہے تمام فرشتوں کی عبادت کا اور فرشتوں میں مختلف گروہ ہیں ہر ایک کی عبادت کا طریقہ مختلف اور جدا ہے ایک جماعت تو صبح و شام تکبیر و تہلیل میں مشغول رہتی ہے۔ دوسری جماعت تلاوت قرآن پاک میں رات دن مصروف رہتی ہے تیسری جماعت جب سے وہ پیدا ہوئی ہے اللہ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی ہے اور قیامت تک اسی طرح ہاتھ باندھے کھڑی رہے گی۔ چوتھا فرقہ رکوع میں جھکا ہوا تسبیح کر رہا ہے۔ پانچواں گروہ سجدہ میں پڑے ہوئے تسبیح کر رہا ہے۔ چھٹی جماعت گھٹنوں کے بل دو زانو التحیات کی صورت میں بیٹھی ہوئی اللہ کی تسبیح و تقدیس کر رہی ہے ان میں سے جس کو کہیں جانے کا حکم ہوتا ہے فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر حکم الٰہی بجا لاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ واپس ہو کر بدستور اپنی تسبیح و تقدیس میں لگ جاتے ہیں۔ پس تمام فرشتے سات طریقہ پر عبادت الٰہی کرتے ہیں تو حق تعالٰے نے وہ ساتوں طریقے اس امت کی نماز میں جمع کر دیئے تاکہ ہر ایک نمازی نماز پڑھ کر تمام فرشتوں کی عبادت کا ثواب حاصل کرے۔ اور فرشتوں کے ساتھ ان کا حشر ہو۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ — جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں شمار ہوگا۔

سوال - پانچ وقت کی نمازوں میں سترہ ۱۷ رکعتیں کیوں ہیں اٹھارہ ۱۸ یا انیس ۱۹ وغیرہ کیوں نہیں؟

جواب (۱) نماز شب معراج میں فرض ہوئی اور نماز کو معراج المومنین کہتے ہیں شب معراج میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سیر کے مقامات بھی سترہ ہیں - ساتوں آسمانوں کی سیر کی آٹھویں دروازہ سے جنت کی سیر فرمائی عرش الٰہی کو دیکھا کرسی کا ملاحظہ فرمایا اور یہ سب مل کر سترہ مقامات ہوتے ہیں تو حضورؐ کو جسمانی معراج ہو کر ان مقامات کی سیر نصیب ہوئی اور آپ کی امت نماز میں سترہ رکعتیں پڑھ کر انہی سترہ مقامات کی روحانی سیر کرتی ہے اور روحانی طور پر انہی مقامات تک پہنچ جاتی ہے جن مقامات پر ہمارے تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم پاک کے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔

سوال - نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنا کیوں ضروری ہے

جواب (۱) اللہ تعالیٰ ہماری عبادت کا محتاج نہیں وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہمارے حکم کی اطاعت کون کرتا ہے اور خلاف ورزی کون کرتا ہے جس طرح پیدائش اور مادہ کے لحاظ سے آدم علیہ السلام سے فرشتے زیادہ افضل تھے کیونکہ ان کی پیدائش نور سے ہوئی اور آدم علیہ السلام کی مٹی سے - اسی طرح انسان کو کعبہ کی زمین اور اس کی

دیواروں پر شرف اور بزرگی حاصل ہے جس طرح پر آسمان میں اللہ تعالے نے اصلی تابعدار اور نقلی تابعدار کو آزمایا تھا کہ کون آدم علیہ السلام کو سجدہ کرتا ہے اور کون اپنی بڑائی پر نظر کر کے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کرتا۔ اسی طرح دنیا میں رب العالمین انسانوں کو دیکھتے ہیں کہ کون بلا چون وچرا کعبہ کی طرف سجدہ کر کے مطیع اور فرماں بردار ہوتا ہے اور کون اس پر اعتراض کر کے نافرمان ہوتا ہے۔

بعض غیر مسلم مسلمانوں پر کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کی وجہ سے بت پرستی کا اعتراض کرتے ہیں دراصل ان لوگوں کو اسلامی تعلیم سے واقفیت نہیں اس بنا پر بغیر سوچے سمجھے مسلمانوں پر خواہ مخواہ اعتراض جڑ دیتے ہیں حالانکہ درمختار جو مسلمانوں کی معتبر قانونی و مذہبی کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ جو شخص نماز میں یہ نیت اور ارادہ کرے کہ میں کعبہ کو سجدہ کرتا ہوں وہ کافر ہو جاتا ہے مسلمان نہیں رہتا۔ یہاں تو صرف حکم کی اطاعت کا اندازہ اور امتحان مقصود ہے جس طرح فرشتوں سے (خاکی پتلا) حضرت آدمؑ کو سجدہ کرایا اسی طرح اہل اسلام سے کعبہ کی طرف سجدہ کرا کر اپنے فرماں برداروں کو آزمایا اور دکھایا۔ نیز فرشتوں اور انسان جیسے اشرف المخلوق سے خودی اور تکبر کے بت کو توڑ کر اپنے قادر و مختار اور مالک ہونے کا مظاہرہ کرایا کہ ہم ایسی قدرت والے ہیں کہ اعلیٰ کو ادنیٰ کی طرف بڑے کو چھوٹے کی طرف جھکا ہی نہیں دیتے بلکہ سجدہ جیسی حرکت کرا دیتے ہیں۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہ (پ ۳)

جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلیل کرے تیرے ہاتھ بھلائی ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

جواب (۲) جسمانی عبادت کی خوبصورتی اور اس کا حسن اتفاق اور اتحاد کی صورت میں ہوتا ہے اور اتحاد کی صورت بغیر ایک طرف متوجہ ہوئے نہیں ہوسکتی اس لئے اس عبادت کو اتفاق اور یگانگت کی صورت میں کے لئے نماز کے اندر کعبہ کی طرف منہ کرنے کو ضروری قرار دیا گیا۔

سوال ۔ اگر نماز کے لئے قبلہ ضروری اور لازمی تھا تو بیت المقدس جو اہل کتاب کا پہلے سے قبلہ تھا اس کو ہی بدستور قبلہ کر دیا جاتا نئے قبلہ کی کیا ضرورت تھی؟

جواب ۔ بیت المقدس ایک پیغمبر یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنایا اور خانہ کعبہ پانچ پیغمبروں کا بنایا ہوا تھا۔ اول اس کی بنیاد حضرت آدمؑ نے ڈالی۔ جب طوفان نوحؑ میں اس کی تعمیر کو نقصان پہنچا تو حضرت نوحؑ نے اس کی مرمت کی اس کے بعد حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے از سر نو اس کی تعمیر اپنے ہاتھوں سے فرمائی۔ اس کے بعد جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے ساتھ مل کر اس کی تعمیر کی اور مذہب اسلام تمام پیغمبروں کی شریعت اور ان کے مذاہب کا جامع تھا اس لئے ابتداء میں بیت المقدس ہی ہمارے لئے قبلہ رہا تاکہ عیسیٰؑ و موسیٰؑ و سلیمانؑ وغیرہ کی شریعت پر عمل ہو جائے۔ لیکن اس

ِبدا ابراہیمؑ آدمؑ نوحؑ وغیرہ کے قبلہ کو قبلہ بنا دیا گیا تاکہ ان سب پیغمبروں
ے قبلہ کے بھی ہم وارث ہو جائیں۔ پس کعبہ شریف کی طرف نماز پڑھنے کا
طلب یہ ہے کہ نمازی جناب باری میں ان پانچ جلیل القدر پیغمبروں کا
قبلہ پیش کرتا ہے اور زبان حال سے یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! میں اس
ابل کہاں کہ میری نماز تیری شان کے شایاں اور قابل ہو۔ لیکن ان اپنے
پانچوں پیارے پیغمبروں کے طفیل اور صدقہ میں جنہوں نے یہ کعبہ بنایا
ے میری اس ناقص نماز کو قبول فرما۔

سوال۔ نماز کی ابتدا اللہ اکبر کے ساتھ کیوں کی گئی؟

جواب۔ اللہ اکبر کے معنی یہ ہیں کہ اللہ سب سے بڑا ہے اور ساری
ماز کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنے ہر فعل سے اللہ کی بڑائی کے مقابلہ میں
اپنی عاجزی اور بیچارگی کا مظاہرہ کرے۔ اس چیز کے لئے رب العزت نے
نماز شروع کرنے سے پہلے ہی بندہ کو بتلا دیا کہ تجھے اپنی ساری نماز اس
عنوان کے ماتحت ادا کرنی ہوگی گویا کہ اللہ اکبر نماز کا عنوان ہے۔

جواب (۲) نماز شہنشاہ مطلق کے دربار کی خاص حاضری کا وقت
ہے تاکہ اس خاص وقت میں اپنی درخواست پیش کر سکے اور دنیاوی
بادشاہوں کے دربار میں پہنچ کر جب ان سے کوئی عرض معروض
کرنی ہوتی ہے تو بادشاہ کو اس کے سب سے بڑے القاب کے ساتھ
پکارا کرتے ہیں اور کچھ تعریف کے بعد اپنی درخواست پیش کیا کرتے ہیں

اس لئے اللہ کے دربار کی خاص حاضری کے لئے اس کے سب سے بڑے القاب کو مقرر کیا گیا کہ اے اللہ! تو سب سے بڑا ہے نہ تیرے مقابلے میں کوئی بادشاہ ہو سکتا ہے نہ کوئی حاکم ہو سکتا ہے اور اللہ اکبر کے بعد سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ سے لے کر الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تک تعریف ہوئی پھر اِيَّاكَ نَعْبُدُ سے اپنا غلام ہونا اور قدیمی نمک خوار ہونا بیان کیا پھر اِهْدِنَا الصِّرَاطَ سے عرضی کا مضمون شروع کر دیا۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے جب کوئی بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے پس وہ یقیناً اللہ کی پیشی و حضوری میں ہوتا ہے۔ اگر یہ شخص نماز میں اللہ کے سوا کسی اور چیز کا خیال کرتا ہے تو رب العالمین کہتا ہے کہ اے میرے بندہ تو میرا دھیان اور خیال چھوڑ کر اپنے خیال اور دھیان کو کس طرف لے جا رہا ہے۔ کیا تجھ کو مجھ سے بھی بہتر کوئی چیز معلوم ہوتی ہے کہ مجھے چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو گیا۔ اے میرے بندہ سب کا دھیان چھوڑ کر میری طرف آ کیونکہ مجھ سے بہتر کوئی نہیں۔ (ترغیب بسند البزار)

سوال۔ اللہ اکبر کے ساتھ کانوں کی لو کے برابر ہاتھ کیوں اٹھائے جاتے ہیں؟

جواب (۱) عرب کے لوگ جب کسی چیز سے برات بے تعلقی اور بیزاری کا اظہار کرتے تھے تو اسی طرح اپنے دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھایا کرتے تھے جیسے افک عائشہ (تہمت کے واقعہ) میں حضور صلعم نے حضرت زینب رضی سے دریافت کیا کہ تم عائشہ کے بارے میں کیا کہتی ہو تو حضرت زینب رضی نے اپنے دونوں ہاتھ کانوں کی طرف اٹھا کر عرض کیا اَحْمِیْ وَ

سَمۡعِیۡ وَبَصَرِیۡ اَنۡ اَقُوۡلَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِہٖ عِلۡمٌ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے میں اس واقعہ میں عائشہؓ کو بری سمجھتی ہوں اسی طرح بندہ نے جب اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے) کا زبان سے اقرار کیا تو ساتھ ہی اپنے ہاتھوں سے اس کے ہر شریک اور برابر سے بیزاری کا اظہار کر دیا تاکہ قول اور فعل یکساں ہو جائے۔

جواب (۲) جب انسان دریا وغیرہ میں ڈوبنے لگتا ہے تو اپنے ہاتھوں کو اوپر کی طرف اٹھایا کرتا ہے کہ شاید کوئی چیز ہاتھوں میں آجائے اور میری جان بچ جائے۔ اسی طرح جب بندہ زبان سے اللہ اکبر کہتا ہے اور ساتھ ہی اپنی معصیت اور گناہ کے دریا کا خیال کر کے اوپر کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے کہ اے مولیٰ میں تو ڈوبا لیکن اگر تیری دستگیری ہو جائے اور تو میرا ہاتھ پکڑ لے تو اس گناہوں کے دریا میں ڈوبنے سے بچ جاؤں گویا ہاتھ اٹھا کر یہ بندہ اللہ کے سامنے اپنی بے چارگی اور بے بسی کا اقرار کرتا ہے۔

سوال۔ نماز میں ہاتھ باندھ کر کیوں کھڑے ہوتے ہیں؟

جواب۔ انسان اپنے گناہوں کے باعث اللہ کا مجرم اور ملزم ہے اور نماز بمنزلہ درخواست کے ہے جو اس ملزم نے رب العالمین کی عدالت عالیہ میں معافی کے لئے پیش کی ہے اگر جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے تو یہ درخواست بذریعہ وکیل (پیش امام) کے اگر تنہا بغیر جماعت کے پڑھتا ہے تو یہ درخواست خود ہی عدالت عالیہ الٰہیہ میں پیش کرتا ہے لہٰذا

چونکہ اس وقت اجلاس عالیہ قائم ہے مالک الملک شہنشاہ اعظم عدالت عالیہ میں جلوہ افروز ہیں۔ اور اس ملزم کا مقدمہ پیش ہے ایسی حالت میں ملزم کا فرض ہے کہ وہ ہاتھ باندھے نیچے نظر کیے غفور الرحیم کے سامنے کھڑا ہو تا کہ اس کی عاجزانہ صورت کو دیکھ کر ارحم الراحمین کو رحم آجائے اور جہنم کے عذاب سے اسکی جان بخشی ہو جائے۔

سوال۔ نماز میں الحمد پڑھنی کیوں ضروری ہے؟

جواب۔ الحمد دراصل درخواست کا مضمون ہے جو حاکم اعلیٰ رب العٰلمین نے خود اپنے بندوں کو سکھلا دیا تاکہ عرضی کے مضمون میں کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے اور نماز کے متعلق آپ پہلے ہی معلوم کر چکے ہیں کہ نماز عدالت الٰہیہ کی حاضری کا نام ہے اب کوئی شخص عدالت میں حاضر تو ہو گیا لیکن حاکم کے سامنے کوئی درخواست اور عرضی پیش نہ کرے تو پھر عدالت سے اس کو کیا خاک ملے گا یا عدالت میں حاضر بھی ہو گیا درخواست بھی دیدی لیکن درخواست کا مضمون یا تو حاکم کی شان کے مناسب نہ ہو یا درخواست دینے والا اپنے پورے مطلب کو اس میں واضح اور ظاہر نہ کر سکے تب بھی عدالت کی حاضری مفید نہ ہو گی۔ اس لئے ہر شخص پر اگر درخواست کا مضمون چھوڑ دیا جاتا لیس یا تو درخواست پیش کرنے والا مالک کی شان کے مناسب درخواست نہ دیتا یا اس کی شان کے مناسب بھی اگر درخواست دیدیتا لیکن اپنے

مطلب کو اس میں پوری طرح ظاہر نہ کرسکتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود اپنی طرف سے عرضی کا مضمون بتلادیا تاکہ اس کی شان کے مناسب اور بندہ کے لئے سب سے زیادہ ضروری اور جامع بھی ہو۔
(وعظ حضرت تھانوی)

سوال۔ نماز میں رکوع کیوں فرض ہے؟

جواب۔ رکوع سے پہلے بندہ نے جو درخواست پیش کی تھی ربّ العٰلمین نے اس کو قبول فرمایا چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ بندہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ؕ پڑھ کر سورۃ کو ختم کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے بندے! تیری درخواست قبول ہوئی اور تیرے سوال کو ہم نے پورا کیا۔ اس قبولیت اور جواب کے شکریئے میں بندہ نے رکوع کیا اور فوراً اپنے سر کو جھکایا کمر سامنے کردی کہ اے میرے مالک تیرے غلام کا یہ ناقص سر اور کمر حاضر ہے میں اس کا شکریہ کیسے ادا کرسکتا ہوں بندہ اس سے بالکل عاجز ہے۔ یہ سر بھی تیرے سامنے حاضر ہے تو اس میں جو چاہے خیال پیدا کردے اور یہ کمر بھی حاضر ہے تو اس میں جس قدر چاہے عمل کرنے کی قوت دیدے۔

جواب (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس وقت نمازی نماز کے لئے کھڑا ہوا ہے اس کے تمام گناہ جمع کرکے (گٹھڑی کی شکل میں) اس کے سر پر رکھ دیئے جاتے ہیں جب انسان رکوع

میں جاتا ہے تو وہ سارے گناہ سر کے اوپر سے گر جاتے ہیں (کنزالاعمال)

رکوع کے بعد نمازی گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے بندہ خوش ہو کر مقصد پورا کر کے زبان سے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ کا (سُن لیا مولی نے جو کچھ اس کی بارگاہ میں درخواست کی گئی کہتا ہوا کھڑا ہو جاتا ہے

سوال۔ جب رکوع سے تمام گناہ معاف ہو گئے تو اب سجدہ کی کیا ضرورت؟

جواب۔ حضوری میں کھڑے رہنے اور گناہوں سے پاک صاف ہونے کی وجہ سے ایک خاص حالت طاری ہوئی قرب الٰہی کے انوار کا اثر۔ نورانیت اور کچھ طمانیت حاصل ہوئی اس لئے فطری اور نیچرل طریقہ پر انسان کو خیال ہوا کہ جب دور سے حاضری میں یہ کیفیت ہوئی تو نزدیک کی حاضری میں نورانی کیفیت میں کس قدر زیادتی اور ترقی حاصل ہو گی اس لئے اس کی فطرت نے تقاضہ کیا کہ اب نزدیک کی حاضری دینی چاہئے اور دنیا میں رب العالمین کی نزدیکی سجدہ کے سوا اور کسی شکل میں ممکن نہیں تھی اس لئے انسان نزدیک ترین قرب حاصل کرنے کے لئے سجدہ میں گر گیا کیونکہ سجدہ کرنے والا اللہ کے قدموں میں سجدہ کرتا ہے۔ اِنَّ السَّاجِدَ یسجد فی قدمی الرحمان (جامع صغیر سیوطی)

سوال۔ سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى کیوں مقرر ہوا؟

جواب۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ (پاک ہے میرا رب جو سب بڑوں کا بڑا ہے) اعلیٰ اس کو کہتے ہیں جس سے کمال کی ابتدا (شروع) اور

کمال کی انتہا حتمی بھی اسی پر ہو جائے کیونکہ انسان کو اس نے قطرہ منی
کی شکل میں مٹی سے پیدا کیا اور پھر اس گندہ اور ناپاک پانی کو کتنا بڑا
کمال بخشا کہ اپنے خاص دربار کی حاضری کا موقع عنایت فرمایا۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

- اس لئے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کر انسان اقرار کرتا ہے کہ اے اللہ
تو نے ہی ابتدا میں کمال بخشا کہ قطرہ پانی سے مجھ جیسا انسان پیدا کیا
اور انتہائی کمال یہ بخشا کہ مجھ جیسے ذلیل اور ناپاک کو اپنے خاص دربار
میں حاضری کا شرف بخشا۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یعنی اے
اللہ تو ہی شروع میں کمال بخشنے والا ہے اور تو ہی اخیر میں کمال پر پہنچانے
والا ہے اس اقرار کے بعد خالق نے ارشاد فرمایا اے میرے بندے!
اُٹھ اور سب کو دکھا کہ تیرے رب نے کس طرح خاک اور مٹی جیسی ذلیل
چیز سے پیدا کر کے کس درجہ پہ پہنچایا۔ بندہ اللہ اکبر (اللہ سب سے
بڑا ہے کہتا ہوا سجدہ سے اُٹھا۔

سوال۔ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سجدہ میں
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کیوں مقرر ہوا اس کا عکس کیوں نہ مقرر کیا گیا۔
جواب۔ اس لئے کہ رکوع انسان صرف جھک جاتا ہے اور پوری
عاجزی و انکساری رکوع سے ادا نہیں ہوتی اس لئے وہ صرف یہ کہتا ہے
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم (پاک ہے میرا پروردگار جو بڑا ہے) اور سجدہ میں
انسان انتہائی عاجزی اور انکساری سے پیش آتا ہے کہ اس سر کو زمین پر

رکھ دیتا ہے جو سب اعضا کے بالکل برعکس ہمیشہ اوپر کو رہتا ہے اور باقی اعضا کا رخ ہمیشہ نیچے کو رہتا ہے تو جب انسان نے انتہائی عاجزی پیش کر دی اور بندگی کا پورا پورا اقرار کر لیا تو اب یوں کہتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی (پاک ہے میرا رب جو بہت زیادہ بڑا ہے)۔

سوال ۔ ہر رکعت میں دوسرا سجدہ کیوں ضروری ہے؟

جواب ۔ (۱) کیونکہ پہلے سجدہ کے بعد انسان پورے پورے کمال تک پہنچ گیا یعنی بادشاہ کے خاص درباریوں میں داخل ہو گیا اور اس خاص قرب پر اندیشہ تھا کہ کہیں شیطان کی طرح مغرور نہ ہو جائے اس لئے اس کو پھر حکم ہوا دوبارہ سجدہ کر اور اس پاک زندگی پر مغرور نہ ہو جیو کیونکہ ہم نے تجھ کو اس خاک سے پیدا کیا اور دوبارہ اسی خاک میں ملا دیں گے ۔ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ (پ۱۶) کیونکہ جس شخص کی اپنی اصلیت پر نظر رہتی ہے وہ بہت کم متکبر ہوتا ہے۔ محمود غزنوی کے غلام ایاز کو جب خاص درباری ہونے کا شرف حاصل ہو گیا تو روزانہ وہ اپنے کھرپے اور جالی کو دیکھ لیا کرتا تھا کہ دیکھ یہ تیری اصل ہے تو اس درجہ سے یہاں تک پہنچا ہے کہ بادشاہ کے نزدیک تیرے برابر کوئی بھی آدمی نہیں جو تیری برابری کر سکے۔

جواب (۲) جب اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے نہیں کیا اس پر اللہ نے اس کو ملعون کیا ۔ فرشتوں نے سجدہ سے اُٹھ کر شیطان کو دیکھا کہ حکم نہ

مان کر ذلیل و ملعون ہوگیا تب فرشتوں نے خدا کی اس توفیق پر دوبارہ شکریئے کے لئے سجدہ کیا وہی دونوں سجدے اللہ نے ہر رکعت میں مقرر کر دیئے تاکہ نمازی کو تمام فرشتوں کی اس عبادت کا ثواب حاصل ہوجائے۔

جواب (۳) نماز کا پہلا سجدہ خدا کی اطاعت اور فرماں برداری کا ہے دوسرا سجدہ لعنت سے بچنے کا قلعہ اور رحمت الٰہی کا شامیانہ ہے۔

سوال۔ دوسرے سجدے کے بعد فوراً سیدھے کھڑے ہونے میں کیا حکمت ہے؟

جواب۔ کیونکہ ان دونوں سجدوں میں انسان کی دو حالتیں ظاہر کی گئی ہیں۔ اول سجدے سے اس کی پیدائش معلوم کرائی گئی کہ ہم نے تجھ کو اسی مٹی سے پیدا کیا دوسرے سجدے سے بتلایا گیا کہ دیکھ اسی طرح پیدا کرنے کے بعد پھر اسی طرح ہم تم کو موت دے کر دوسری دفعہ مٹی میں ملادیں گے اور تیسری مرتبہ مرنے کے بعد پھر اسی مٹی سے قیامت میں زندہ کر کے کھڑا کریں گے۔ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ (پ ۱۶) اس چیز کی یاد تازہ کرنے کے لئے بتارہ اللہ اکبر کہتا ہوا پھر سیدھا کھڑا ہوگیا۔

سوال۔ قیام (کھڑے ہونے کے بعد رکوع و سجدہ وغیرہ اس ترتیب کی وجہ کیا ہے؟

جواب۔ قیام بظاہر بڑائی کی صورت تھی اس کا علاج رکوع کیا گیا۔ رکوع کے بعد پھر سر اٹھانے کا حکم ہوا۔ کیونکہ جو کچھ بڑائی اختیار کرتا ہے

تو اللہ تعالےٰ اس کو پست اور ذلیل کرتے ہیں اس نا تون کی رعایت سے اس کو رکوع کا حکم ہوا۔ اور جو کوئی پستی اور عاجزی اختیار کرتا ہے اس کو اللہ تعالےٰ بلند کرتا ہے اس لئے اس کو رکوع سے کھڑے ہوتے اور سر کو اونچا کرنے کا حکم دیا گیا اور جب بندہ کو یہ راز معلوم ہوا تو اس نے رکوع سے زیادہ پستی اختیار کی یعنی سجدہ میں گر گیا۔ اس پر تو اس کی عزت اور بھی بڑھا دی گئی کہ حضوری اور دربار میں بیٹھنے کی اجازت دی گئی اس کو جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا کہتے ہیں۔ پھر دوسرا سجدہ کیا تو اس سجدہ کے عوض میں زیادہ دیر تک دربار عالیشان میں آرام سے بیٹھنا نصیب ہوا جو دنیاوی بادشاہوں کے دربار میں کسی بھی درباری کو نصیب نہیں ہوتا۔ اور اس کے بعد پھر وہی رفعت اور بلندی یعنی قیام و بڑائی اللہ کی طرف سے عطا کی گئی۔

جواب (۲) اللہ کے دربار عالی میں تکبر کرنے والا ہمیشہ کے لئے ذلیل ہوا کرتا ہے۔ اس لئے تکبر کی صورت سے بھی اللہ تعالےٰ بیزار ہے اور جو بندہ جس قدر اللہ کے سامنے جھکے گا اور اپنی حالت اس کے سامنے گرائے گا اتنا ہی رب العلمین اس کو بنائے گا اور اونچا کریگا۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ فَقَدْ رَفَعَہُ اللّٰہُ۔ نماز میں اول بندہ نے ملزموں کی حالت بنائی دست بستہ دربار میں حاضر ہو کر گناہوں کی معافی کے لئے رب العالمین کے سامنے رکوع میں جھکا اور اپنی پیدائش وضع اور ہیئت کے مقابلہ میں ایک ذلیل ہیئت اختیار کی۔ بندہ نے اپنی حالت

بگاڑی ادھر اللہ نے اس کو اونچا کیا اور رکوع سے سیدھا کھڑا کر دیا۔
بندہ اس مرتبہ کو دیکھ کر زیادہ مرتبہ حاصل کرنے کے لئے رکوع سے
زیادہ ذلیل صورت بنا کر سجدہ میں گر پڑا۔ خدا نے اس کو پھر اور بھی زیادہ
مرتبہ دیا سجدہ سے اٹھا کر اپنے دربار میں بٹھا دیا۔ بندہ نے اللہ کے
سامنے پھر پہلی سی حالت بنائی اور دوبارہ سجدہ میں گیا۔ خدا نے اسکو
پھر اٹھایا تو سیدھا کھڑا کر دیا یا اٹھا کر اپنے دربار میں بٹھا دیا اور
آخر میں معافی اور جنت کی جاگیر دے کر کچھ دیر کے لئے (دوسرے
وقت تک) رخصت کر دیا۔

سوال۔ نماز سے فارغ ہونے کے لئے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللہ
کیوں مقرر کیا گیا؟

جواب۔ یہ سلام کا لفظ بتاتا ہے کہ نمازی یہاں نہیں تھا بلکہ کہیں
اور گیا ہوا تھا۔ اس لئے مسافروں کی طرح اس پر ضروری ہوا کہ حاضرین
مجلس کو سلام کرے۔ چنانچہ فقہ کی کتابوں میں صاف لکھا ہے۔ امام
سلام سے اپنے مقتدیوں اور فرشتوں کی نیت کرے اور مقتدی اپنی
اپنی طرف کے مقتدیوں اور امام اور فرشتوں کی نیت کرے۔

اجزاءِ نماز کی فضیلت

تکبیر۔ (اللہ اکبر کہنا) (۱) سب سے پہلی تکبیر دنیا و ما فیہا سے
بہتر ہے (۲) ہر چیز کے لئے کچھ جوہر اور خلاصہ ہوتا ہے اور ایمان کا
خلاصہ نماز ہے اور نماز کا جوہر اور مغز لباب تکبیر اولیٰ ہے (حدیث)

(۳) جب نمازی اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کی تکبیر زمین و آسمان کی ہر چیز کو خوش کر دیتی ہے (۴) تکبیر اولیٰ جو امام کے ساتھ ادا کی جائے وہ ایک ہزار اونٹ کے صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے یعنی اس کا ثواب ایک ہزار اونٹ کے صدقہ کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔ (کنز العمال)

قراۃ ۔ قرآن شریف پڑھنا ۔ (۱) جس شخص نے قرآن شریف کا ایک حرف نماز کے باہر سنا یا پڑھا ہے اس کو دس نیکیاں ملیں دس گناہ معاف ہوئے دس درجہ جنت میں بلند ہوئے ۔ اور جس نے نماز میں بیٹھ کر قرآن پڑھا اس کو ایک ایک حرف کے بدلے پچاس پچاس نیکیاں لکھی گئیں ۔ پچاس گناہ اس کے نامۂ اعمال سے قلمزد کئے گئے ۔ اور پچاس درجے اس کے جنت میں بلند کئے گئے ۔ جس نے کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھا اس کو ایک ایک حرف کے بدلے سَو سَو نیکیاں ملیں ۔ سَو سَو گناہ معاف ہوئے ۔ سَو سَو درجے جنت میں بلند کئے گئے ۔ (منقولہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ)

(۲) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ الٓمٓ میں الف ایک حرف ہے ۔ لام ایک حرف ۔ میم ایک حرف ۔ پس جس شخص نے نماز میں کھڑے ہو کر صرف الٓمٓ ہی پڑھا تو الف کے بدلے سَو نیکیاں ملیں ۔ سَو گناہ معاف ہوئے ۔ سَو درجہ بلند ہوئے ۔ اسی طرح لام کے بدلے میں اسی طرح میم کے بدلے میں ۔ گویا کہ صرف نماز کے اندر الٓمٓ کے بدلے میں تین سو نیکیاں لکھی گئیں ۔ تین سو گناہ معاف ہوئے تین سو درجے بلند ہوئے ۔ جب نمازی الحمد پڑھتا ہے تو اسکو ایک حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے

(۳) اس شخص کی مثال جو امام کے ساتھ ساری الحمد میں شریک رہا ایسی ہے جیسے کہ جہاد میں ابتداء سے شریک رہ کر کفار کے ملک کو فتح کیا یعنی اس کو شروع سے آخر تک جہاد کرنے کا ثواب ملے گا اور مثال اس شخص کی جو امام کے ساتھ الحمد کے اخیر میں شامل ہوا ایسی ہے جیسے کوئی شخص فتح ہونے کے بعد مال غنیمت کی تقسیم میں آکر شریک ہو گیا۔
اور اس فرق کی شرح اس قصہ سے اچھی طرح معلوم ہو گی کہ حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ تمام لشکر تو چلا گیا لیکن یہ صحابی اس خیال سے مدینہ میں رک گئے کہ شاید اب کی دفعہ جہاد میں شہید ہو جاؤں اور پھر حضورؐ کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھنی نصیب ہو یا نہ ہو اس لئے اپنی عمر کا آخری جمعہ تو حضورؐ کے پیچھے مسجد نبوی میں ادا کرنا چاہئیں محض آپ کے پیچھے جمعہ پڑھنے کے خیال سے آپ لشکر کے ساتھ روانہ نہ ہوئے۔ جب جمعہ کے بعد حضورؐ کو معلوم ہوا تو آپ نے ان سے نہ جانے کا سبب دریافت کیا انھوں نے اپنے اس خیال کو حضورؐ کے سامنے دُہرایا اور کہا کہ بس اب جاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا اے عبداللہ اس لشکر کے لوگوں میں اور تم میں ۵۰۰ سال کا فرق ہو گیا یعنی چند گھنٹوں میں تم میں اور ان میں اتنا بڑا فرق پڑ گیا۔

(تاریخ اسلام و مشکوٰۃ)

قیام۔ نماز میں کھڑا ہونا (۱) جب تک کہ بندہ نماز میں کھڑا رہتا ہے

اس کے سر پر نیکیاں بارش کی طرح برسائی جاتی ہیں (جامع صغیر سیوطی)
(۲) جس وقت بندہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جتنے بھی پردے اللہ اور اس کے بندے کے درمیان روحانی طور پر حائل ہوتے ہیں سب ہٹا دئے جاتے ہیں ؎

میان عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست — خود میان خودی حافظ از میاں برخیز

(۳) نماز میں لمبا قیام کرنا موت کی سختی کو دور کرتا ہے۔
(۴) نماز میں زیادہ دیر تک کھڑے رہنا پل صراط پر آسانی سے گذر جانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

رکوع

(۱) جب بندہ رکوع میں جاتا ہے تو اپنے وزن کے برابر سونا خیرات کرنے کا ثواب پاتا ہے۔
(۲) سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کی تسبیح کا اس قدر ثواب ہوتا ہے کہ جیسے اس نے تمام آسمانی کتابوں کو تلاوت کیا ہو۔ اس میں توریت بھی آگئی۔ انجیل بھی۔ زبور بھی اور تمام قرآن شریف بھی۔
(۳) جب رکوع سے اٹھ کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتا ہے تو ارحم الراحمین اس نمازی کو اپنی خاص رحمت کے ساتھ دیکھتا ہے۔ (شرح اربعین نوویہ)

سجدہ

(۱) بندہ سجدے کی حالت میں جتنا اللہ کے قریب ہوتا ہے اس کو اتنا قرب اور کسی عبادت میں حاصل نہیں ہوتا بس

تم اس میں دعا زیادہ مانگا کرو۔ (مسلم شریف)

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم جنت میں میرے ساتھ رہنے کی خواہش رکھتے ہو تو میری مدد کرو سجدوں کی زیادتی کے ساتھ۔ (مسلم شریف)

(۳) اللہ کے نزدیک بندہ کی سب سے پیاری حالت یہ ہے کہ وہ سجدہ میں پڑا ہوا اور اس کا منہ خدا کے سامنے مٹی پر رکھا ہوا ہو۔ (ترغیب)

(۴) آدم کا بیٹا جب سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا بھاگتا ہے اور کہتا ہے "افسوس انسان کو سجدے کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کر کے جنت خرید لی اور مجھے سجدے کا حکم ہوا میں نے نافرمانی کی اور اس کے عوض جہنم کا مستحق ہوا۔"

(۵) جب نمازی سجدہ کرتا ہے تو اس کو تمام جنات وانسان کے شمار کی برابر ثواب ملتا ہے۔ اور جب سجدے میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتا ہے تو ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ (شرح اربعین نوویہ)

(۶) معدان رضؓ بن طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضؓ سے ملاقات کی اور ان سے عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتلائیے جس کے کرنے کے بعد میں بلا تکلف جنت میں داخل ہو جاؤں۔ اس سوال پر آپ خاموش رہے۔ میں نے دوسری مرتبہ دریافت کیا آپ پھر خاموش رہے۔ میں نے تیسری مرتبہ دریافت کیا تب آپ نے فرمایا اس کی بابت میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لازم کر تو اپنے اوپر

اللہ کے واسطے زیادہ سجدہ کرنے کو، کیونکہ تیرے ہر سجدے کے عوض میں اللہ تعالے ایک درجہ بلند فرمائیں گے اور ایک گناہ معاف فرمائیں گے۔ (مسلم شریف)

اشارہ یعنی التحیات میں جو شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے ہیں

(۱) حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ جب عبداللہؓ ابن عمرؓ نماز میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر رکھتے اور آپ اپنی انگلی کے ساتھ اس طرح اشارہ کرتے کہ آنکھ سے اس انگلی کو دیکھتے رہتے اور فرمایا کرتے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ کرنا شیطان پر زیادہ سخت ہے تلوار اور نیزہ وغیرہ مارنے سے (مسند امام احمدؒ)

درود شریف درود شریف کا مطلب یہ ہے اللہ کی بارگاہ عالی سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمت طلب کرنا جو رحمت دینی ودنیاوی بھلائی کو شامل ہو۔

(۱) ہمارے علماء نے لکھا ہے کہ ساری عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے جیسے کہ گواہی دینی آپ کی نبوت کی ساری عمر میں ایک دفعہ فرض ہے اور اس سے زیادہ درود شریف پڑھنا مسنون اور شعائر اسلام سے ہے۔

(۲) قاضی ابوبکرؒ کا قول ہے کہ فرض کیا اللہ تعالے نے مومنوں پر کہ درود بھیجیں اس کے پیغمبر پر اور اس کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ اے ایمان والو! درود بھیجو اس پیارے

سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۞ (پ۲۲) پورا پورا سلام۔

(۳) امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ اخیر التحیات میں درود شریف پڑھنا فرض ہے۔

(۴) امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں کہ اخیر التحیات میں درود شریف پڑھنا سنت ہے مگر کسی مجلس میں کئی مرتبہ آپ کا نام نامی سنے مثلاً وعظ وغیرہ کی مجلس میں تو آپ کے نام کو سن کر ایک دفعہ درود بھیجنا واجب ہے اگر نہ پڑھے تو گنہگار ہوگا اور ہر دفعہ درود بھیجنا مستحب اور باعث ثواب ہے۔ (مظاہر حق ج ۱ ص۳۰۰)

(۵) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں دس رحمتیں اور اس کے لئے دس گناہوں کی معافی دس درجے بلند فرماتے ہیں۔ (نسائی شریف)

(۶) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت میں سب لوگوں سے زیادہ میرے قریب رہنے والے وہ لوگ ہوں گے جن لوگوں نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہوگا۔ (ترمذی شریف)

(۷) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ نے بہت سی فرشتوں کی ڈیوٹی لگا رکھی ہے اور وہ اسی کام کے لئے زمین پر گھومتے رہتے ہیں کہ مجھ کو میری امت کی طرف سے سلام پہنچادیں۔ (نسائی شریف)

(۸) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے درود بھیجا مجھ پر اور کہا اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ [1] اس کیلئے میری شفاعت واجب اور لازمی ہوجاتی ہے۔ (مسند امام احمدؒ)

---

[1] ترجمہ: "اے اللہ اسکو ٹھہرا اس جگہ جو قیامت کے روز تیرے نزدیک مقرب ہے۔"

(۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان ٹھیری رہتی ہے اور بالکل بھی اوپر نہیں چڑھتی جب تک کہ تم اپنے نبی پر درود نہ بھیجو۔ (ترمذی شریف)

التحیات جب نمازی التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھتا ہے تو اس کو صابرین کا ثواب ملتا ہے۔ مثلاً حضرت ایوب علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یحییٰ علیہ السلام وغیرہ کے صبر کا ثواب حاصل کرتا ہے۔ (مجالس سنیہ) یہ محض خدا کی دین ہے وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ ط وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ[1] جس عمل پر جو چاہے ثواب عنایت کردے۔

سلام جب نمازی نماز سے فارغ ہو کر سلام پھیرتا ہے تو اس کے بدلے میں اس کے لئے اللہ تعالےٰ جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیتا ہے کہ اب تجھ کو اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جا۔ (شرح اربعین نوویہ)

باجماعت نماز کے متعلق علماء کے خیالات

(۱) جماعت سے نماز پڑھنا فرض عین ہے۔ (امام احمدؒ۔ ابو ثورؒ)

(۲) جماعت فرض کفایہ ہے۔ (امام شافعیؒ)

(۳) جماعت سنت مؤکدہ واجب کے قریب ہے۔ (امام ابو حنیفہؒ۔ امام محمدؒ۔ امام ابو یوسفؒ وغیرہ)

---

[1] ترجمہ: اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں اپنی رحمت کیلئے خاص کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں۔

(۴) جماعت واجب ہے اور سنت اس کو اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا ثبوت سنت سے ہے (صاحب فتح القدیر، صاحب بدائع و دیگر تمام احناف رحمہم اللہ)

(۵) جماعت عذر و مجبوری کے ساتھ ساقط ہو جاتی ہے۔ (بالاتفاق)

مجبوریوں کی تفصیل

بیماری۔ ہاتھ پاؤں کا کٹا ہوا ہونا۔ اندھا ہونا۔ فالج پڑنا۔ انتہائی کمزوری۔ بارش۔ کیچڑ۔ جاڑے کی شدت۔ سخت اندھیرا ہونا۔ خوف مال۔ خوف آبرو۔ خوف جان پاخانہ وغیرہ کی ضرورت وغیرہ وغیرہ تفصیل علماء سے پوچھئے۔

جماعت کی حکمت عقلی

ہمارا مذہب اسلام خالی عبادت کی ہی تعلیم نہیں دیتا بلکہ ہمارے دینی و دنیاوی اصلاحی و معاشی حالات کو بہتر سے بہتر بنانا چاہتا ہے اور اصلاح معاشرت پانچ امور پر موقوف ہے (۱) اعتقاد عدالت الٰہیہ یعنی قیامت کا اعتقاد (۲) ضعیفوں پر رحم (۳) اخلاص فی العمل (۴) سخاوت (۵) تعلق بالمرکز یعنی مرکز کے ساتھ وابستہ ہونا۔ اس کی وابستگی بغیر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ مرکز جماعت مسجد ہے امام جماعت کا صدر ہے۔ مؤذن اس کا سکریٹری ہے اور نمازی ممبران کمیٹی ہیں۔ یہ اسلامی جماعتی نظام اس قدر کامیاب نظام تھا کہ اس کے مقابلہ میں کوئی نظام نہ آج تک بن سکا اور نہ آئندہ بن سکتا ہے اسی لئے امام

کے شرائط حسب ذیل رکھے گئے :-

وہ علمیت میں اعلیٰ ہو۔ قابلیت میں اعلیٰ ہو۔ سمجھداری اور دینداری میں یکتا ہو۔ اخلاق و شرافت میں ممتاز ہو۔ اگر اسلامی حکومت ہو تو امامت کے عہدے کا سب سے بڑا حقدار بادشاہ یا اس شہر کا حاکم ہوگا جس طرح آج کل میونسپل کمیٹی میں صدر ڈپٹی کمشنر ہوتا ہے۔

اس جماعتی نظام میں ایک یہ بھی فائدہ تھا کہ ہر محلّہ کے رہنے والے کو اگر کسی قسم کی تکلیف ہو تو پانچ وقت اہل محلہ کی جمع ہونے کی جگہ مسجد ہے ان کا صدر (امام) وہاں موجود ہے۔ ان کا سکریٹری (مؤذن) وہاں موجود ہے۔ ممبران کمیٹی (نمازی) وہاں موجود ہیں۔ ان سب سے ہر شخص اپنی تکلیف کا اظہار کرے۔ یہ سب مل کر اس تکلیف کو دور کریں۔ اگر ان سے نہ ہو سکے تو ہفتہ وار جمعہ کو شہر کی جامع مسجد میں شہر کے تمام فرزند توحید کے اجتماع یا وارڈ کمیٹی کے ممبران اور صدروں کے اجتماع میں یہ اہل محلہ اس غریب کی شکایت پہنچائیں تاکہ سب مسلمان مل کر اس کی تکلیف کو دور کر سکیں۔ اسی وجہ سے ہمارے بعض علماء نے لکھا ہے کہ تمام شہر میں بڑا مرکز یعنی جامع مسجد ایک ہونی چاہیے تاکہ تمام مسلمانوں کے مجمع میں جو چیز طے پاوے وہ کچھ وزن رکھے لیکن افسوس مسلمانوں کے حال پر کہ جہاں اور اسلامی خوبیاں انھوں نے اپنے ہاتھوں دفن اور ضائع کر دیں وہاں یہ جماعتی مرکزیت بھی انھوں نے اپنے ہاتھوں فنا کر دی۔ اور نماز کی جماعت کو صرف مذہبی حیثیت دے دی اور سماجی

خدا کی قسم اگر آج اس مرکزی نظام کے ہم پابند ہوتے تو نہ ہم کو لیگ بنانی پڑتی نہ کانگریس میں شامل ہونے کی ضرورت ہوتی اور نہ کسی دوسری جماعت کی احتیاج ہوتی۔ وائے بر حال ہمارے امام پانچ روپے کے تنخواہ دار ایک ایک روٹی محلہ سے فقیروں کی طرح مانگ کر لائیں۔ کپڑوں کی حالت سبحان اللہ علمیت وہ کہ جاہل بھی ان سے شرمائیں جب آپ نے اپنے مذہبی صدر کی یہ پوزیشن کر لی ہو تو کیا پھر آپ کا جماعتی نظام قائم رہ سکتا تھا؟

کیا ایک صدر کے لئے مندرجہ بالا اوصاف ہی لائق ہیں؟

کیا آپ کی غیرت ملی کا یہی تقاضہ ہے؟

کیا ایسے صدر کی جماعت قائم رہ سکتی ہے؟ ؎

گر بہ میر و سگ وزیر و موش را دیواں کنند
اینچنیں ارکان دولت ملک را ویراں کنند

سوچئے آپ کہاں جا رہے ہیں اور اسلام کا کیا منشا تھا۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

وہ امامت کا عہدہ جس پر مدت العمر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے زمانے میں حضرت ابوبکرؓ و فاروق اعظمؓ وغیرہ جیسے جلیل القدر رہے ہوں آج آپ نے اس کی کیا قدر کی۔ خدارا کچھ سوچئے۔

جماعت کی شرعی حکمت

جس شہر یا بستی میں تین آدمی ہوں اور وہ باجماعت نماز نہ پڑھیں ان پر

شیطان ضرور ہی غلبہ کر لیتا ہے۔ پس تم لازم پکڑو جماعت کو کیونکہ بھیڑیا اس بکری کو ضرور کھا جاتا ہے جو ریوڑ (گلہ) سے علیحدہ رہ جاوے۔
(مسند امام احمد نسائی)

باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب

جماعت سے نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی تنہا نماز پڑھنے میں اگر دس نمازوں کا ثواب ہوتا ہے تو جماعت سے نماز پڑھنے میں دو سو ستر نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ (بخاری و مسلم شریف)

(۲) حضرت ابی ابن کعبؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ جب آپؐ نے سلام پھیرا تو دریافت فرمایا کہ فلاں شخص حاضر ہے۔ صحابہؓ نے جواب دیا نہیں۔ آپؐ نے پھر فرمایا کہ فلاں حاضر ہے، صحابہؓ نے عرض کیا نہیں۔ تب آپؐ نے فرمایا کہ عشاء و صبح کی نمازیں منافقین پر سب سے زیادہ گراں ہوتی ہیں اگر تم کو ان دونوں کا ثواب معلوم ہو جائے تو تم ان نمازوں میں ضرور بالضرور پہنچو چاہے تم اتنے مجبور ہو جاؤ کہ گھٹنوں کے بل ہی چل کر آنا پڑے۔ (ابوداؤد۔ نسائی)

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں سلیمانؓ ابن حتمہ کو صبح کی جماعت میں موجود نہ پایا اور اتفاقاً فارغ ہو کر اسی روز بازار تشریف لے گئے، بازار اور مسجد کے بیچ میں سلیمانؓ کا مکان پڑتا تھا۔ حضرت

سلیمانؓ کی والدہ شفاءؓ راستہ میں مل گئیں ان سے دریافت فرمانے لگے کہ میں نے آج صبح کی نماز میں تمہارے صاحبزادے سلیمانؓ کو نہیں دیکھا۔ کیا بات ہے ان کی والدہ حضرت شفاءؓ نے فرمایا اے امیرالمومنین سلیمانؓ نے تمام رات نماز پڑھی اور صبح کے وقت نیند نے غلبہ کیا اسلئے سو گئے۔ اس پر امیرالمومنین حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے نزدیک یہ بہتر ہے کہ تمام رات سوؤں اور آرام کروں اور صبح کے وقت جماعت سے نماز پڑھوں یعنی تمام رات عبادت کرنے سے جب کہ جماعت جاتی رہے یہ بہتر ہے کہ تمام رات سو جاؤں اور صبح کو اٹھ کر جماعت سے نماز پڑھوں۔ (موطا امام مالک)

جو لوگ دیندار ہو کر مذہبی یا سیاسی جلسوں میں تمام تمام رات گزار دیتے ہیں اور صبح کی جماعت چٹ کر جاتے ہیں وہ اس حدیث پر غور کریں اور اپنی حالت درست فرمائیں۔

تنہا (بغیر جماعت) نماز پڑھنے کی سزا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا تھا کہ کسی کو کہوں کہ وہ لکڑیاں اکٹھی کرے اور جب لکڑیاں اکٹھی ہو جائیں پھر نماز کا حکم کروں اور اذان دی جائے۔ پھر کسی کو کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو جماعت میں نہیں آئے۔ اور اچانک ان کے گھروں کو آگ لگا دوں (تاکہ اپنے گھروں

کے ساتھ وہ بھی جل جائیں) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جماعت میں نہ آنے والوں کو اگر معلوم ہو جائے کہ مسجد میں اُن کو ایک موٹے گوشت کا ٹکڑا ملے گا یا دو اچھی کھریاں ان کو ملیں گی تو عشاء کی نماز میں ضرور پہنچیں یعنی دنیا حاصل کرنے کیلئے ضرور آ جائیں لیکن آخرت کا ثواب اور قرب خداوندی حاصل کرنے کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ (بخاری و مسلم نحوہ)

مسجد میں آکر باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب

(۱) فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے گھر سے باوضو ہو کر جماعت سے نماز پڑھنے کو نکلا اس کا ثواب اتنا ہے جتنا کہ احرام باندھ کر حج کرنے والے کو ہوتا ہے اور جو شخص چاشت کی نماز پڑھنے کے واسطے نکلا۔ اس کا ثواب عمرہ کرنے والے کے برابر ہے۔ اور جو شخص نماز کے بعد دوسری نماز اس طرح ادا کرے کہ ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی بیہودہ بات نہ کہے تو اس کے اعمال علیین میں پہنچائے جاتے ہیں۔ یعنی وہ اللہ کے نزدیک صالح اور دیندار ہے۔ (ابو داؤد، مسند احمد)

(۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں کی ہر قسم کی تکلیف کی ذمہ داری اللہ نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔

اوّل وہ شخص جو جہاد کے لئے نکلا پس اس کا ذمہ ہے اللہ پر یہاں تک کہ اس کو وفات دیدے اور جنت میں داخل کر دے یا اسکو ثواب یا مال

غنیمت دے کر واپس کر دے۔

دوسرا وہ شخص جو مسجد کی طرف گیا اس کی ذمہ داری بھی اللہ کے ذمہ ہے کہ اس کی محنت اور ثواب کو ضائع نہیں کرتا۔

تیسرا وہ شخص جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہوا اس کی بھی ذمہ داری اللہ تعالٰے نے اپنے اوپر لی ہے کہ اس کو اور اس کے گھر والوں کو ہر قسم کی خیر و برکت سے مالا مال فرمائیں گے۔ (ابوداؤد شریف)

(۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم کسی کو مسجد میں آتا جاتا اور اس کی خبر گیری کرتا ہوا دیکھو تو تم گواہی دو اس کے ایمان کی۔ یعنی جو شخص مسجد میں نماز پڑھتا ہے۔ عبادت کرتا ہے، اور وہاں پر رہ کر علوم دینی کو پڑھتا یا پڑھاتا ہے۔ مسجد کی صفائی مرمت وغیرہ کرتا ہے یا کراتا ہے تو تم اس کے لئے گواہی دو کہ یہ مومن ہے۔ (ترمذی ابن ماجہ)

(۴) فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش خبری دو اندھیرے میں مسجد میں آنے والوں کو کامل نور کی قیامت کے دن۔ یعنی اندھیرے میں مسجد کے اندر آنے والوں کو قیامت کے روز کامل روشنی دی جائیگی۔

(ابوداؤد۔ ترمذی)

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے موذن کی اذان سنی اور بغیر عذر کے مسجد میں نہ آیا تو یہ شخص جو بھی نماز پڑھے گا وہ مقبول نہ ہوگی۔ صحابہ رضؓ نے دریافت کیا عذر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا خوف یا بیماری۔ (ابوداؤد۔ دارقطنی)

(۶) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ کے زمانہ میں جماعت وہ لوگ چھوڑتے تھے جن کا نفاق مشہور تھا اور جو چھپے ہوئے منافق تھے وہ لوگ بھی جماعت کے ساتھ ہی نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ حضور صحابہؓ جماعت کے اسقدر دلدادہ اور شوقین ہوتے تھے کہ باوجود بیمار ہونیکے بھی جماعت نہ چھوڑتے تھے۔ اگر خود چلنے کی طاقت نہ ہوتی تو دو آدمیوں کا سہارا لیکر جماعت میں شریک ہوتے تھے۔ (مسلم شریف)

(۷) جس کا یہ دل چاہے کہ وہ کل اللہ سے مسلمان ہو کر ملے اسکو چاہئے کہ پانچوں نمازیں جماعت سے پڑھے کیونکہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے نبی کے لئے ہدایت کے طریقے مقرر کر دئے ہیں اور جماعت سے نماز پڑھنا بھی انہی ہدایت کے طریقوں سے ہے۔ اور اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو گے تو اپنے نبیؐ کی سنت وطریقہ کو چھوڑ دو گے۔ اور اگر تم نے اپنے نبیؐ کی سنت کو چھوڑ دیا تو گمراہ ہو جاؤ گے اور جو آدمی اچھی طرح پاک صاف ہو کر مسجد میں آکر جماعت سے نماز پڑھتا ہے تو اس کے ہر قدم کے بدلہ ایک نیکی لکھی جاتی ہے ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے۔ ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے اور جماعت قصداً بلا عذر چھوڑنے والا پکا منافق ہے۔ (مسلم شریف)

پیش امام کسی نماز میں زور سے اور کسی میں آہستہ قرآن مجید کیوں پڑھتا ہے

جواب۔ پیش امام دراصل صدر کی پوزیشن رکھتا ہے اور اس کی قرأت خطبہ صدارت کے قائم مقام ہے۔ اسی لئے امام کے اخفا ہونے کی

ایک شرط یہ بھی ہے کہ اقراء یعنی سب سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہوتا کہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ اشاعت قرآن کر سکے۔

ظہر کا وقت کیونکہ عام لوگوں کے کاروبار کا ہوتا ہے اس میں تمام لوگ حاضر نہیں ہو سکتے تھے اسلئے جو موجود رہیں ان کے لئے حکم کیا گیا کہ خالی امیر کی اطاعت کرو۔

عصر میں بھی زیادہ تر لوگ اپنے کاروبار میں منہمک رہتے ہیں وہ وقت بھی ایسا نہیں کہ خطبہ دیا جا سکے۔

مغرب کے وقت زیادہ لوگ گھر پر آجاتے ہیں اور فی الجملہ دن بھر کے کاروبار سے فارغ ہو جاتے ہیں لیکن پھر بھی بعض لوگ دور دراز ی کے باعث باہر ہی رہ جاتے ہیں اس لئے اس میں بہت تھوڑی مقدار میں اشاعت قرآن کرائی گئی مثلاً سورۂ انا انزلنا سے لے کر قرآن شریف کے ختم تک کی چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھی جائیں۔ نیز دن بھر کی تکان اس چیز کے لئے مانع تھی کہ لمبی قرأت کی جائے اس لئے تھوڑی نماز رکھی گئی اور اس میں بہت مختصر قرأت رکھی گئی تاکہ عشاء کے قبل کھانا وغیرہ کھالیں اور کچھ دیر آرام کر لیں۔

عشاء کے وقت سب لوگ حاضر ہیں۔ اس لئے طویل خطبہ کا وقت تھا۔ لیکن رات کا وقت ہے کمزور و ضعیف لوگ جماعت میں حاضر ہیں۔ اُدھر تہجد کا وقت تھا بعض لوگوں کو تہجد میں بھی اٹھنا ہے اس لئے اشاعت قرآن تو کی گئی لیکن مغرب سے کچھ زیادہ سورۂ بروج سے

لے کر سورۂ اقراء کے ختم تک کوئی سی سورۃ جیسے وقت کا تقاضہ اور حالات اجازت دیں۔ چھوٹی سورتیں بھی ہیں اور بڑی بھی یہ صدر (امام) کی صوابدید پر چھوڑا گیا جیسے مناسب ہو کرے۔

فجر۔ اس وقت لوگ آرام سے فارغ ہیں اور قریب قریب سب لوگ مسجد (مرکز) میں جمع ہیں رات بھر آرام کرنے کے بعد تازہ دم ہیں۔ دماغ بھی ہر قسم کے فکرات اور پریشانیوں سے خالی ہے۔ اسلئے اشاعت قرآن، خطبۂ صدارت کے لئے یہ بہترین وقت ہے۔ اسلئے اب صدر (امام) کو خوب دل کھول کر اشاعت قرآن کرنی چاہیئے۔ اور سورۂ حجرات سے لے کر سورۂ بروج تک جو سورت بھی مناسب حال ہو پڑھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض مرتبہ صبح کی نماز میں تمام سورۂ بقرہ ($2\frac{1}{2}$ اڑھائی پارے) تلاوت فرماتے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں اکثر سورۂ یوسف تلاوت کیا کرتے تھے۔

نوٹ:۔ یہ حکمتیں اور جوابات عوام کو سمجھانے کے لئے لکھدیئے گئے ہیں ورنہ اس کی حقیقت صرف اللہ کو ہی معلوم ہے۔ ہمارے دماغ اس کی گہرائیوں تک پہنچنے سے قاصر ہیں اور دراصل بندہ کی شان تو یہ ہی ہے کہ وہ مولیٰ کے حکم کی اطاعت بچون وچرا کرے چاہے وہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے۔ بس بہت ممکن ہے کہ یہ تمام جوابات غلط ہوں اور شاید صحیح بھی ہوں۔ بہرحال ہماری نظران پر نہ ہونی چاہیئے۔ اگر سمجھ میں آجائے تو بہتر ورنہ سمجھنے کے پیچھے نہ پڑنا چاہیئے۔

موکدہ سنتیں۔ صبح کی دو سنتیں دنیا اور مافیہا سے بہتر ہیں (مسلم) اگر دنیا اور دنیا کی تمام چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ کی جائیں تو ثواب میں صبح کی سنتیں بڑھ جائیں گی۔ علماء نے لکھا ہے کہ سب سے زیادہ ضروری صبح کی سنتیں ہیں اور ان کے بعد مغرب کی دو سنتیں اور پھر ظہر کے بعد کی دو سنتیں اور پھر عشاء کے بعد کی دو سنتیں اور ان سب کے بعد ظہر کی پہلی چار سنتیں ہیں۔

ظہر کی سنتیں۔ (۱) جس نے چار رکعت ظہر کے قبل اور چار رکعت ظہر کے بعد پابندی سے پڑھیں۔ حرام کر دیا اللہ نے اس کو آگ پر۔

(احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ شریف)

(۲) ظہر کی اوّل چار سنتیں ایک سلام کے ساتھ۔ کھولے جاتے ہیں ان کے لئے آسمان کے دروازے۔ (ابو داؤد شریف)

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کے قبل چار سنتیں پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے یہ ایسا وقت ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ اس وقت میں میرا عمل صالح آسمان پر پہنچے اور مقبول ہو۔ (ترمذی شریف)

عصر کی سنتیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحمت کرے اللہ اس شخص پر جس نے عصر کے قبل چار رکعتیں پڑھیں (احمد۔ نسائی۔ ابوداؤد) یعنی یہ رکعتیں مستحب ہیں ضروری نہیں۔

مغرب کی سنتیں۔ (۱) جس شخص نے مغرب کے بعد چھ رکعتیں

اس طرح پڑھیں کہ ان کے درمیانی وقت میں کوئی بری بات نہیں کی اسکو بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی وقال غریب)

نوٹ:۔ اس کو اوابین کی نماز کہتے ہیں۔

(۲) جس نے مغرب کے بعد دو رکعتیں بغیر دنیاوی بات کئے پڑھیں اس کی نماز اعلیٰ علیین میں پہنچائی جاتی ہے۔ (بیہقی)

عشا کی سنتیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے دن رات میں بارہ رکعتیں پڑھیں بنایا جائے گا اس کے لیے جنت میں گھر چار رکعت ظہر سے پہلے دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد دو فجر سے پہلے۔ (ترمذی)

مسجد کے آداب۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب داخل ہو تم مسجد میں تو اس طرح کہو:۔

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۝ — اے اللہ کھول دے میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے۔

اور جب نکلو تم مسجد سے تو اس طرح کہو:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ۝ — اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے حلال روزی۔ (مسلم شریف)

(۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ اپنی کھوئی چیز مسجد میں تلاش کر رہا ہے (یعنی لوگوں میں اعلان کر رہا ہے کہ میری فلاں چیز اگر کسی کو ملی ہو تو دیدو) تو تم اس کے جواب میں اس طرح

کہو۔اللہ تیری چیز تجھے واپس نہ کرے کیونکہ مسجدیں اس لئے نہیں بنائی گئیں۔(مسلم شریف)

(۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اس بدبودار درخت کو کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔کیونکہ انسانوں کی طرح فرشتوں کو بھی بدبو سے تکلیف پہنچتی ہے۔یعنی کچے لہسن پیاز کھا کر حقہ سگریٹ پی کر فوراً منہ صاف کئے بغیر مسجد میں آجاتے ہیں ان کو احتیاط چاہیئے۔میرے نزدیک ایسے لوگ اگر پان کھا لیں تو منہ کی بدبو جاتی رہتی ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اوپر میری امت کے اعمال پیش کئے گئے۔اچھے بھی اور برے بھی۔پس میں نے اچھے اعمال میں یہ عمل پایا کہ راستہ میں سے تکلیف دینے والی چیزیں ہٹا دی جائیں۔مثلاً کیلے کا چھلکہ،پتھر،کانٹے وغیرہ تاکہ راستہ چلنے والوں کو تکلیف نہ پہنچے اور برے عملوں میں سے ایک برا عمل یہ بھی ہے کہ مسجد میں تھوک یا کوڑا وغیرہ پڑا ہوا ہو تو اس کو صاف نہ کرے۔(مسلم شریف)

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حکم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلوں میں مسجد بنانے کا اور یہ کہ مسجدوں کو صاف رکھا جائے اور خوشبو وہاں پر لگائی جائے۔(ابوداؤد،ترمذی،ابن ماجہ)
لیکن ہم ٹائل لگا دیں گے۔جھاڑ فانوس لٹکا دیں گے۔اور خوشبو کی کسی کو بھی توفیق نہیں ہوتی۔

(۶) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم نہیں دیا گیا مسجدوں کے اونچی اونچی بنانے کا اور انکو زینت دینے کا۔ فرمایا ابن عباسؓ نے تم ضرور زینت دوگے اپنی مسجدوں کو جس طرح زینت دیتے ہیں یہود ونصاریٰ اپنے عبادت خانوں کو (ابوداؤد شریف)

یعنی ابن عباسؓ کی یہ پیش گوئی ہے کہ تم ضرور مسجدوں کو منقش کروگے سونے کا پانی چڑھاؤگے۔ ٹائل لگاؤگے۔ چنانچہ یہ پیش گوئی حرف بحرف اس وقت صحیح ہے۔

(۷) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگ بڑی بڑی مسجدیں بنائیں گے اور انکو بڑائی کی وجہ سے خوب سجائیں گے تاکہ لوگ ان کی تعریف کریں کہ میاں فلاں آدمی یا فلاں شخص یا محلہ والوں نے بڑی شاندار مسجد بنائی۔ (نسائی۔ ابوداؤد۔ دارمی شریف)

(۸) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم جنت کے باغیچوں سے گذرا کرو تو وہاں سے کھالیا کرو۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ جنت کے باغیچے کیا ہیں۔ آپؐ نے فرمایا مسجدیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ اور کیا کھایا کریں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھا کرو۔ (ترمذی شریف)

(۹) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مسجد میں جس نیت سے جاتا ہے وہی اس کو ملتا ہے۔ (ابوداؤد)

یعنی اگر ثواب حاصل کرنے کے واسطے آیا تو اس کو ثواب ملے گا اور اگر وہاں پر دنیاوی غرض سے پہنچا تو معصیت میں گرفتار ہوگا۔ اس لئے گھر ہوتے ہوئے محض آرام کی غرض سے مسجد میں آنا یا وہاں آکر اپنی دنیاوی پنچایت لگانا جائز نہیں۔

(۱۰) منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں گندے اور جھوٹے شعر پڑھنے سے اور خرید و فروخت کرنے سے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی) البتہ اللہ اور رسول کی تعریف کے شعر پڑھے تو باعث ثواب ہیں۔

(۱۱) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو تم مسجد میں خرید و فروخت کرتا ہوا دیکھو تو تم اس طرح کہو لَا اَرْبَحَ اللّٰہُ تِجَارَتَکَ۔ یعنی نہ نفع دے اللہ تعالیٰ تیری تجارت میں۔ (ترمذی شریف۔ دارمی شریف)

(۱۲) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص میری اس مسجد میں صرف نیک کام سیکھنے یا سکھانے کے واسطے آیا پس وہ اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یعنی جو شخص مسجد میں فقہ یا قرآن شریف کا ترجمہ یا حدیث سننے اور پڑھنے کے واسطے آیا اس کو جہاد کا ثواب ملتا ہے اور جو شخص دینی کام کے علاوہ کسی اور غرض سے آیا اس کی ایسی مثال ہے جیسے کہ دیکھتا ہو اپنے غیر کے سامان کو۔ (بیہقی ابن ماجہ شریف)

(۱۳) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا جبکہ وہ لوگ اپنی دنیاوی باتیں مسجد میں کیا کریں گے۔ پس نہ بیٹھنا تم ان کے ساتھ کیونکہ ایسے لوگوں سے اللہ تعالیٰ بیزار ہے۔ (بیہقی)

(۱۴) سائب ابن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبویؐ میں سو رہا تھا پس میرے کسی نے کنکری ماری۔ میں نے جو آنکھ کھول کر دیکھا تو امیر المومنین حضرت عمرؓ تھے انھوں نے مجھ سے فرمایا جاؤ ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں ان دونوں کو آپ کے پاس لے آیا۔ تب حضرت عمرؓ نے ان لوگوں سے فرمایا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ ان دونوں آدمیوں نے جواب دیا کہ ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں زور زور سے بولتے ہو یعنی مسجد میں بلند آواز سے بولنے کو منع فرمایا۔ (بخاری شریف)

اس لئے مسجد میں ادب کے ساتھ بہت ہلکی آواز سے بولنا چاہئے اللہ کے بندو وہ مسجد ہے چوپال نہیں۔ اس مسئلہ میں بہت سے وہ لوگ جو اپنے آپ کو دیندار سمجھتے ہیں وہ بھی احتیاط نہیں کرتے۔ پھر جاہلوں کا کیا کہنا۔ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

آخری گذارش میں اپنے احباب اور حضرات علماء کرام سے مودبانہ گذارش کرتا ہوں کہ جو کوئی میری غلطی انکی نظروں سے گذرے وہ مجھ تک پہنچا دیں انشاء اللہ تعالےٰ آئندہ اشاعت میں ان کے حوالہ سے اسکی تصحیح کر دی جائیگی۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

تَمَامْ شُدْ

بندہ۔ محمد ادریس انصاری مقیم۔ دہلی

ضمیمہ

وضو غسل اور نماز کے مختصر مسئلے

وضو کا بیان

وضو میں چار فرض ہیں۔ (۱) پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لَو تک منھ دھونا۔ (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔ (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔ اور وضو میں گیارہ سنتیں ہیں۔ (۱) وضو کی نیت کرنا۔ (۲) شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔ (۳) پہلے دونوں ہاتھ کلائی تک دھونا۔ (۴) کلی کرنا۔ (۵) مسواک کرنا۔ (۶) ناک میں پانی ڈالنا۔ (۷) تین تین بار دھونا۔ (۸) سارے سر اور کانوں کا مسح کرنا۔ (۹) ڈاڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا۔ (۱۰) لگاتار اس طرح دھونا کہ پہلا عضو خشک نہ ہونے پائے اور دوسرا دھل جائے۔ (۱۱) ترتیب وار دھونا کہ پہلے منھ دھوئے۔ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے پھر سر کا مسح کرے۔ پھر پیر دھوئے۔

فائدہ: سنت کے چھوڑنے سے وضو ہو جاتا ہے۔ مگر ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اور آخرت میں گرفت کا خوف ہے۔

مستحبات وضو:- یہ چیزیں وضو میں مستحب ہیں۔ گردن[۱] کا مسح کرنا۔ قبلہ رُخ[۲] ہو کر بیٹھنا۔ کلمہ[۳] شہادت پڑھنا۔ مل[۴] مل کر دھونا۔ داہنی[۵] طرف سے شروع کرنا۔ بچا[۶] ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔ وضو[۷] میں دوسرے سے مدد نہ لینا

مکروہات وضو:- وضو میں یہ چیزیں مکروہ ہیں۔ ناپاک[۱] جگہ وضو کرنا۔ بائیں[۲] ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔ وضو[۳] کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا۔ خلاف[۴] سنت وضو کرنا۔ پانی[۵] زیادہ بہانا۔ زور[۶] سے چھپکے مارنا۔

نواقض وضو:- ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:۔ پاخانہ پیشاب منی۔ مذی۔ ہوا کا نکلنا۔ خون یا پیپ نکل کر بہہ جانا۔ منہ بھر کے قے ہونا۔ ٹیک لگا کر سوجانا۔ مست یا بے ہوش ہوجانا۔ رکوع سجدہ والی نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا۔ فائدہ۔ نماز میں سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ہاں اگر عورت سجدہ میں سو جائے اور اس طرح سجدہ کر رہی ہو جیسا اس کے لئے شرع میں آیا ہے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

غسل کا بیان

موجبات غسل:- ان چیزوں سے غسل واجب ہوجاتا ہے۔ سوتے[۱] میں یا جاگتے میں شہوت سے منی نکلنا۔ حیض[۲] ختم ہونا۔ نفاس[۳] بند ہونا۔ فائدہ:- حیض اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کو ہر مہینہ آتا ہے۔ نفاس وہ خون ہے جو بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے۔

فرائض غسل:- غسل میں تین فرض ہیں۔ کلی[۱] کرنا۔ ناک[۲] میں پانی

ڈالنا۔ تمام بدن پر ایک مرتبہ پانی بہانا۔ **انتباہ:۔** اگر کوئی شخص جان کر یا بھول کر غسل میں کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا چھوڑ دے یا سارے جسم میں بال برابر بھی سوکھا رہ جائے تو جب تک کلی نہ کرے یا ناک میں پانی نہ ڈالے یا اس خشک جگہ کو نہ دھوئے اس وقت تک غسل نہ ہوگا۔ اگر اس ناقص غسل سے کوئی نماز پڑھ لی تو اس نماز کا لوٹانا بھی اس کے ذمہ فرض ہے۔

سنن غسل:۔ غسل میں یہ باتیں سنت ہیں۔ پہلے لگی ہوئی نجاست دھونا اور استنجا کرنا۔ پھر پاک ہونے کی نیت کرنا۔ وضو کرنا۔ سارے بدن پر پانی بہانا۔ بدن کو اچھی طرح ملنا۔

جمعہ اور عید بقر عید کا غسل:۔ جمعہ کے روز نماز سے پہلے دونوں عیدوں کو اور احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا سنت ہے اور جو کافر مسلمان ہونا چاہے اسے بھی غسل کرا دینا چاہئے۔

تیمم کا بیان

تیمم کس صورت میں جائز ہے:۔ جس کو وضو یا غسل کرنے کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے یا بیماری بڑھنے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو۔ یا رسی ڈول یعنی پانی نکالنے کا سامان موجود نہ ہو یا دشمن کا خوف ہو یا سفر میں پانی ایک میل کے فاصلہ پر ہو تو ان سب صورتوں میں تیمم کرنا جائز ہے۔

تیمم کا طریقہ :- تیمم میں نیت فرض ہے یعنی نیت کرے کہ میں ناپاکی دور کرنے کیلئے تیمم کرتا ہوں۔ پھر دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مارے پھر ہاتھ جھاڑ کر منہ پر ملے اور جتنا حصہ منہ کا وضو میں دھویا جاتا ہے اتنے حصہ پر ہاتھ پہنچائے پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر ہاتھوں کو کہنیوں تک ملے اور انگلیوں کا خلال بھی کرے۔ وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں ہے اور جتنی پاکی وضو یا غسل سے ہوتی ہے اتنی ہی تیمم سے ہو جاتی ہے، اگر بیس سال بھی پانی نہ ملے تو تیمم ہی کرتا رہے۔

نوٹ :- پتھر پر تیمم جائز ہے۔ اس پر مٹی غبار ہو یا نہ ہو۔ اور کپڑے پر جائز نہیں۔ بعض لوگ ریل میں سفر کرتے ہوئے پانی نہ ملنے پر اپنی چادر وغیرہ پر تیمم کر لیتے ہیں یہ جائز نہیں۔

نواقض تیمم :- جو چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی کا ملنا اور اس کے استعمال پر قادر ہونا بھی تیمم کو توڑ دیتا ہے۔

نماز کا بیان

نماز کے وقتوں کا بیان :- فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے۔ اور ظہر کا وقت سورج ڈھل جانے کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اور جب تک ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا نہ ہو اس وقت تک باقی رہتا ہے۔ (تنبیہ) دوچند سایہ سے مراد اصلی سایہ کے علاوہ ہے۔ سایہ اصلی وہ ہے جو عین زوال کے وقت ہوتا ہے

ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج چھپنے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن جب سورج زرد ہو جائے تو عصر کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔ جب سورج چھپ جائے تو مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور شفق غروب ہونے تک باقی رہتا ہے۔ اور عشاء کا وقت غروب شفق سے لے کر صبح تک ہے لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے صبح صادق طلوع ہونے تک ہے۔

رکعتوں کا بیان: فجر کی نماز میں دو رکعتیں فرض ہیں اور فرضوں سے پہلے دو رکعت سنت ہیں۔ ظہر کے اندر چار فرض ہیں اور چار رکعتیں فرضوں سے پہلے اور دو رکعتیں فرضوں کے بعد سنت ہیں اور عصر کے صرف چار فرض ہیں۔ مغرب کے تین فرض اور ان کے بعد دو سنتیں ہیں۔ عشاء کے چار فرض اور انکے بعد دو رکعت سنت اور تین رکعت وتر واجب ہیں۔ جمعہ کے دو فرض اور چار رکعتیں فرضوں سے پہلے اور چھ رکعتیں فرضوں کے بعد سنت ہیں اور رمضان شریف کے مہینے میں ہر روز تراویح کی ۲۰ رکعتیں سنت ہیں۔ **فائدہ** ۔ہم نے یہ سب موکدہ سنتیں ذکر کی ہیں۔ عید اور بقرعید کی دو دو رکعت واجب ہیں۔

ضروری مسئلہ: اگر فرض جماعت کھڑی ہو جائے اور کسی شخص نے جمعہ یا ظہر کی سنتوں کی نیت باندھ لی ہو تو سنتیں پوری کر کے جماعت میں شریک ہو اور اگر ابھی سنتوں کی نیت نہ باندھی ہو تو سنتوں سے پہلے

فرض پڑھ لیوے اور سنتیں بعد کو پڑھے اور فجر کی سنتیں جب تک ایک رکعت فرض ملنے کی امید ہو کسی جگہ آڑ میں پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ جماعت میں شرکت کر لیوے اور سنتیں بعد طلوع آفتاب پڑھے

فرائض نماز:۔ نماز میں چودہ فرض ہیں، بدن[۱] پاک ہونا۔ کپڑوں[۲] کا پاک ہونا۔ ستر عورت[۳] یعنی مردوں کو ناف سے گھٹنوں تک اور عورتوں کو چہرے اور ہتھیلیوں اور قدموں کے علاوہ تمام بدن کا ڈھکنا فرض ہے۔ نماز کی جگہ پاک ہونا۔ نماز کا وقت ہونا۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ نماز کی نیت کرنا، تکبیر[۸] تحریمہ، قیام[۹] یعنی کھڑا ہونا۔ قرأت[۱۰] یعنی ایک بڑی آیت تین چھوٹی آیتیں یا ایک چھوٹی سورت پڑھنا۔ رکوع[۱۱] کرنا۔ سجدہ[۱۲] کرنا۔ قعدہ[۱۳] اخیرہ، اپنے ارادہ[۱۴] سے نماز ختم کرنا۔

نوٹ:۔ اگر ان میں سے کوئی چیز بھی جان کر یا بھول کر رہ جائے تو نماز نہ

واجبات نماز:۔ ذیل کی چیزیں نماز میں واجب ہیں۔ الحمد[۱] پڑھنا اور اسکے ساتھ[۲] کوئی سورت ملانا۔ فرضوں[۳] کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا۔ رکوع کر کے سیدھا کھڑا ہونا۔ دونوں[۵] سجدوں کے درمیان کم سے کم ایک دفعہ سبحان کہنے کی برابر بیٹھنا۔ پہلا[۶] قعدہ کرنا۔ التحیات[۷] پڑھنا۔ لفظ[۸] سلام سے نماز ختم کرنا۔ ظہر[۹] و عصر میں قرأت آہستہ پڑھنا امام[۱۰] کیلئے مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں اور فجر جمعہ و عیدین اور تراویح کی سب رکعتوں میں قرأت بلند آواز کے ساتھ پڑھنا۔ وتر[۱۱] میں دعائے قنوت پڑھنا۔ عیدین[۱۲] میں چھ تکبیر کہنا۔ ان واجبات میں سے اگر کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدہ

سہو کرنا واجب ہے اور اگر قصداً کسی واجب کو چھوڑ دے تو نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

نوٹ: مغرب و عشاء کی دو رکعتوں اور فجر کی دونوں رکعتوں میں اور اسی طرح تراویح میں قرأت اونچی آواز کے ساتھ پڑھنا امام کے لئے واجب ہے اور تنہا نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے چاہے آہستہ پڑھے چاہے آواز سے۔

سجدہ سہو کا بیان: کسی واجب کے سہواً چھوٹ جانے یا دوبارہ ادا ہو جانے یا کسی فرض میں تاخیر ہو جانے سے سجدہ واجب ہوتا ہے۔

سجدہ سہو کا طریقہ: سجدہ سہو کی صورت یہ ہے کہ التحیات پڑھ کر ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے اور پھر التحیات اور درود پڑھ کر سلام پھیر دیوے۔ عید بقر عید کی نماز اور بڑی جماعت میں سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہے۔

نماز کی سنتیں۔ یہ چیزیں نماز میں سنت ہیں۔ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔ مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنا۔ سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھنا۔ اعوذ باللہ اور بسم اللہ پوری پڑھنا۔ رکوع اور سجدہ کرتے وقت بلکہ ہر ایک رکن سے دوسرے رکن کے منتقل تک اللہ اکبر کہنا۔ رکوع میں سبحان ربی العظیم کم سے کم تین مرتبہ کہنا اور سجدے میں کم سے کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہنا اور سجدہ میں ناک کی طرف نگاہ رکھنا۔ سات اعضاء پر سجدہ کرنا۔

دونوں سجدوں کے درمیان اور التحیات کے لیئے مردوں کو بائیں پاؤں
بیٹھنا اور سیدھا پاؤں کھڑا کرنا اور عورتوں کو دونوں پاؤں سیدھی طرف
نکال کر کولہوں پر بیٹھنا۔ درود شریف پڑھنا۔ درود کے بعد دعا پڑھ
سلام کے وقت دائیں بائیں منھ پھیرنا۔ سلام میں فرشتوں اور مقتد
کی نیت کرنا اور اگر مقتدی ہو تو امام کے پیچھے ہونے کی صورت میں
دونوں سلاموں میں امام کی نیت کرے۔ اور اگر امام کے دائیں
ہو تو جدھر امام ہو اس سلام میں اس کی نیت کر لیوے۔

نوٹ: سنتوں کے چھوٹنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہے
اور نہ نماز فاسد ہوتی ہے لیکن قصداً کسی سنت کو چھوڑ دینا برا
اور ثواب میں بھی کمی ہو جاتی ہے۔

مکروہات: یہ چیزیں نماز میں مکروہ ہیں۔ کوکھ پر ہاتھ رکھ
آستین سے باہر ہاتھ نکالے رکھنا، کپڑا سمیٹنا۔ جسم یا کپڑے
کھیلنا۔ انگلیاں چٹخانا۔ دائیں بائیں گردن موڑنا۔ مرد کو جوڑا گوندھ
نماز پڑھنا۔ انگڑائی لینا۔ کتے کی طرح بیٹھنا۔ سجدے میں ہاتھ ز
پر بچھانا۔ پیٹ کو رانوں سے ملانا۔ بغیر عذر کے چار زانو (آلتی
پالتی مار کر) بیٹھنا۔ امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا۔ صرف امام یا مقتد
کا ایک ہاتھ کی بلندی پر کھڑا ہونا۔ صف سے علیحدہ تنہا کھڑا ہونا
سامنے یا سر پر تصویر ہونا۔ تصویر والے کپڑے سے نماز پڑھنا۔ کندھے
پر چادر یا کوئی کپڑا لٹکانا۔ پیشاب پاخانہ یا بھوک کے وقت نماز

پڑھنا۔ سر[20] کھول کر نماز میں کھڑا ہونا۔ عالم[21] کے ہوتے ہوئے جاہل کو امام بنانا۔ منہ[22] میں روپیہ پیسہ یا اور کوئی چیز رکھ کر نماز پڑھنا جس کی وجہ سے قرأت سے مجبور نہ ہو ورنہ اگر قرأت سے مجبور ہو جائے تو نماز ہی نہ ہوگی۔ آنکھیں[23] بند کرنا۔

مفسدات نماز:۔ حسب ذیل چیزوں سے نماز جاتی رہتی ہے۔ جان[1] کر یا بھول کر بات کرنا۔ سلام[2] کرنا۔ سلام[3] کا جواب دینا۔ چھینکنے والے[4] کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔ اذان[5] کا جواب دینا۔ اپنے[6] امام کے علاوہ کسی اور کو لقمہ دینا۔ خوشی[7] کی بات سن کر الحمد للہ کہنا۔ غم[8] کی خبر معلوم ہونے پر انا للہ الخ پڑھنا۔ آہ[9] یا اُف کرنا۔ قرآن[10] شریف دیکھ دیکھ کر پڑھنا۔ نماز[11] کے اندر کچھ کھانا پینا۔ دونوں[12] ہاتھوں سے کچھ کام کرنا۔ قبلہ[13] کی طرف سے سینہ پھیر لینا۔ کوئی[14] فرض بغیر عذر کے چھوڑ دینا۔ سجدہ[15] میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھانا۔ امام[16] سے آگے بڑھ جانا۔ آواز[17] سے ہنسنا جس کو خود ہی سنے اور اگر پاس والے نے بھی آواز سن لی تو نماز اور وضو دونوں جاتے رہیں گے۔ آواز[18] سے درد اور تکلیف کی وجہ سے رونا۔ قرآن[19] شریف ایسا غلط پڑھنا جس سے معنی بدل جائیں۔ ایسی[20] چیز کی دعا مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے، جیسے کھانا، کپڑا، بیوی مانگنا۔ کوئی عجیب[21] خبر سن کر سبحان اللہ کہنا۔ ناپاک[22] جگہ سجدہ کرنا۔

جمعہ کے احکام

جمعہ کی نماز فرض ہے جب کہ یہ شرطیں پائی جائیں۔ (۱) تندرست ہونا۔ (۲) آزاد ہونا۔ (۳) شہر یا قصبہ کا ہونا۔ (۴) مرد ہونا۔ (۵) عاقل بالغ ہونا۔ (۶) اندھا لنگڑا نہ ہونا۔ (۷) ظہر کا وقت ہونا۔ (۸) خطبہ۔ (۹) جماعت یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین آدمی جماعت میں ہوں۔ جمعہ کے روز خوشبو لگانا۔ اچھے کپڑے پہننا مستحب ہے۔ پہلی اذان سے خرید و فروخت اور کاروبار چھوڑ کر مسجد میں آنا واجب ہے۔ جب دوسری اذان ہو اور امام خطبہ کے لئے چلے تو سب لوگ بالکل خاموش ہو کر خطبہ سنیں۔ امام دو خطبوں کے درمیان بقدر تین آیت بیٹھے۔ خطبہ کے وقت بات کرنا نماز پڑھنا۔ درود شریف، تسبیح یا اور کچھ پڑھنا جائز نہیں۔

جمعہ کی نماز کبھی نہ چھوڑو۔ حدیث شریف میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے بلا عذر جمعہ کو چھوڑ دیا وہ اس کتاب میں منافق لکھ دیا جائے جو نہ کبھی مٹے گی اور نہ بدلے گی۔

تمت بالخیر

ادارہ آفتاب رسالت پبلیکیشن۔ دہلی

(یونین پرنٹنگ پریس دہلی)

۴۸۶

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(اے محمدؐ! تم کہہ دو میری نماز میری قربانی میرا جینا میرا مرنا محض اللہ کے لئے ہے)

مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی تبلیغی تحریک پر دوسرا نمبر

میری نماز

جس میں نماز کی فضیلتیں، ترکِ نماز کی وعیدیں، ارکان نماز کا فلسفہ، با محاورہ سلیس اردو میں لکھا گیا ہے

از

مولانا محمد ادریس انصاری

ناشر:- ادارۂ آفتاب رسالت پبلکیشنز دہلی